فہرست

۞	عنوان	صفحہ	۞	عنوان	صفحہ
۱	ساری سنگت کے لئے دُعا	۷	۱۶	مکروہات غسل میت	۲۴
۲	پرزور اپیل	۸	۱۷	حنوط میت	۲۴
۳	دین کی خاطر	۹	۱۸	کیفیت کفن	۲۵
۴	ذاتی تعارف	۱۰	۱۹	مستحب کفن	۲۵
۵	فروہاتِ دین (باب اوّل)	۱۲	۲۰	مکروہات کفن	۲۶
۶	تعارف	۱۳	۲۱	جریدتین	۲۶
۷	وسیلہ نجات	۱۶	۲۲	کفن میت	۲۷
۸	دُعا	۱۸	۲۳	تلقین میت	۲۷
۹	واجب نمازیں	۱۹	۲۴	دُعائے برائے حاجات	۲۸
۱۰	نمازِ میت	۱۹	۲۵	روزہ کو باطل کرنے والی چیزیں	۲۹
۱۱	کیفیت غسل میت	۲۰	۲۶	جو چیزیں روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں	۲۹
۱۲	شرائط غسل دہندہ	۲۱	۲۷	جمعۃ الوداع	۳۰
۱۳	مستحباتِ غسل میت	۲۲	۲۸	اعمال تیرہ رجب	۳۰
۱۴	احکام غسل میت	۲۳	۲۹	اعمال شب عاشور	۳۱
۱۵	اجازت ولی میت	۲۳	۳۰	اعمال روزِ عاشور	۳۲

بقائے خدا سے بقائے شبیر تلک

مصنفہ:

ہاشم عباس ہاشم

✿	عنوان	صفحہ
۳۱	روز عاشور اعمال کا طریقہ	۳۲
۳۲	اسلام میں چند ناپسندیدہ باتیں	۳۳
۳۳	نحوست کی چند باتیں جن سے پرہیز واجب ہے	۳۵
۳۴	قولِ علیؑ	۳۶
۳۵	حکم الٰہی	۳۶
۳۶	چار چیزوں کو مارنا منع ہے	۳۷
۳۷	خیر و برکت کی چند باتیں	۳۷
۳۸	چند باتیں	۳۷
۳۹	خاک قبر حسینؑ کے فوائد	۳۸
۴۰	فرمان معصومین علیہم السلام	۳۸
۴۱	اقوال زریں	۴۰
۴۲	بلند اخلاق	۴۱
۴۳	ہمسایہ کے حقوق	۴۱
۴۴	بیٹی کی اہمیت	۴۲
۴۵	برداشت	۴۳
۴۶	جھگڑا مت کرو......!	۴۴
۴۷	ماں تجھے سلام	۴۵
۴۸	مناجات امام موسیٰ کاظمؑ	۴۶
۴۹	باب دوم: حالات زندگی زینبؑ بنت علیؑ مسافرۂ شام	۴۸
۵۰	مجالس کے آداب	۴۹
۵۱	چند اشعار مسافرۂ شام کے نام	۵۰
۵۲	بی بی زینبؑ کی محنت سے	۵۲
۵۳	ظہور پرنور جناب زینبؑ	۵۳
۵۴	حضرت زینب کی ولادت	۵۴
۵۵	بی بی کی ولادت پر حضرت علیؑ کا تاثر	۵۵
۵۶	بچپن سے جوانی تک	۵۶
۵۷	ناناؐ کی وفات کے بعد	۵۷
۵۸	بی بی زینبؑ کی شادی	۵۸
۵۹	ماں کی وفات کے بعد	۵۹
۶۰	بابا علیؑ کی شہادت کے بعد	۶۱
۶۱	بھائی حسنؑ کی شہادت کے بعد	۶۴
۶۲	عاشورہ کا دن	۶۹
۶۳	شام غریباں	۷۳
۶۴	داخلہ شام	۷۵

بقائے خدا سے بقائے شبیر تلک

اللہ کی توحید کا دوسرا رسول ہے زینبؑ
رسول کے دین کا اصول ہے زینبؑ
علیؑ و بتولؑ کے باغ کا انمول پھول ہے زینبؑ
شبیرؑ کے لئے کربلا میں ہاشم بتولؑ ہے زینبؑ

ماتمی سنگت شریکۃ الحسینؑ مسافرہ شام

نوحہ خوان پارٹی (رجسٹرڈ)، انتظامیہ امام بارگاہ سید الشہداءؑ ڈھوک وجن، ٹیکسلا کینٹ، ضلع راولپنڈی۔

رابطہ: موبائل: 0301-5750398 / 0345-5608337

اُم البنینؑ ڈبلیو ایف پی، مرکزی دفتر G-9/4 اسلام آباد

ساری سنگت کے لئے دُعا

صدر امام بارگاہ شبانہ کاظمی کو مولا صحت و زندگی دے اور اپنے بچوں کے ساتھ خوش رکھے۔ مولا اُسے ہمیشہ آباد رکھے، مولا حسینؑ اس کی بیٹی کو اپنے گھر آباد کرے آمین۔ توقیر نقوی کو مولا آباد رکھے آمین۔ تحسین نقوی نوحہ خواں کو مولا اولاد نرینہ عطا فرمائے اور صحت و زندگی دے، اپنے گھر میں آباد رکھے آمین۔ پروین نرجس، فخر النساء کو مولا صحت و زندگی دے، پروین نرجس کے بچوں کو کامیابیاں دے آمین۔ مقدس کو مولا زندگی وصحت دے اور مولا اُس کو بیٹا دے آمین۔ فرواہ نقوی کو مولا آباد رکھے، سکون کی زندگی نصیب ہو آمین۔ مولا میری ساری سنگت کو تمام پریشانیوں سے بچائے آمین۔

خصوصی دُعا

مولا حسینؑ اُم رباب کی خالی گود کا واسطہ میرے اسحاق کو ایک بیٹا دے دیں آمین۔ مولا حسینؑ میرے بیٹے ثمر نقوی، شبل نقوی، سبط الحسین کو سروش جلال کو کامیابی دے، صحت و زندگی دے آمین۔ مولا میری ایک ہی بیٹی ہے مولا حسینؑ اس کے بلند نصیب فرمائیں۔

التماسِ دُعا

ایصالِ ثواب کے لئے جو بھی مومن حضرات دُنیا سے چلے گئے ہیں ان کے لئے دُعا سورۂ فاتحہ ضرور پڑھیں:۔

باجی اور امیر حسین شاہ مرحوم، زوار باوا سید چن پیر شاہ مرحوم، زوار باوا سید

مہر شاہ مرحوم، شاعر اہل بیت سید احمد شاہ مرحوم، شہناز کبریا مرحومہ، سید یحییٰ شاہ مرحوم، سید فضل شاہ مرحوم، سید گل شاہ مرحوم، سید سجاد شاہ مرحوم عرف سید شاہ، سید عابد حسین شاہ مرحوم اور تمام جملہ مومنین و مومنات کے ایصال ثواب کے لئے ایک دفعہ سورۂ فاتحہ، ۳ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھیں اور تمام مومنین کے حق میں دُعا کریں۔ مولا حسینؑ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے آمین۔

پرزور اپیل

میرے والدین کے لئے اور میرے شوہر کے لئے اور بچوں کے لئے دُعا کریں کہ مولا انہیں صحت اور زندگی عطا فرمائے اور والدین کو مولا کسی کا محتاج نہ کرے اور بھائیوں کو مولا زندگی اور صحت اور کامیابی دے آمین۔

دُعا

دُعا کریں ہمارے سربراہ سردار عبادت شاہ، باجی سخاوت شاہ کو مولا زندگی اور صحت دے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے اور ان کے بچوں کو زندگی دے۔ نبیل حیدر کو مولا کامیابی نصیب فرمائے اور زندگی دے۔ آمین

دین کی خاطر

اُصولِ دین نہ بچاتے جو کربلا والے
ورق ورق یہ کہانی بکھر گئی ہوتی
بچا گیا اُسے سجدہ حسینؑ کا ورنہ
نماز عصر سے پہلے ہی مر گئی ہوتی

آنکھوں میں جاگتا ہے صدا غم حسینؑ کا
سینے میں سانس لیتا ہے ماتم حسینؑ کا
مٹی میں مل گئے اِرادے یزید کے
لہرا رہا ہے آج بھی پرچم حسینؑ کا

ممکن نہیں کسی سے عداوت حسینؑ کی
سانسوں میں بٹ رہی ہے سخاوت حسینؑ کی
بازار کے ہجوم سے کہہ دو چُپ رہے
قرآن کر رہا ہے تلاوت حسینؑ کی

(گدائے درِ بتولؑ ہاشم عباس ہاشم)

میرے بیٹے سید اسحاق شاہ کے لئے خصوصی دُعا کریں کہ مولا اس کا بہترین وسیلہ بنائیں اور بہترین رزق عطا فرمائے تاکہ وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ مولا اسے زندگی و صحت دے۔ آمین۔

دُعائے برائے سلامتی امام زمانہؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ صَلَوٰاتُكَ
عَلَيْهِ وَ عَلٰى آبَائِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ
وَلِيّاً وَحَافِظاً وَقَائِدًا وَنَاصِراً وَ دَلِيْلاً وَ عَيْناً حَتّٰى
تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعًا وَ تُمَتِّعَهُ فِيْهَا طَوِيْلاً

ذاتی تعارف

شاعرہ، مُصنفہ، کمانڈر ٹیکسلا نفاذ فقہ جعفریہ اُم البنین، ڈبلیو ایف پی، مرکزی دفتر G-9/4 اسلام آباد

نام	:	سیدہ اختر نقوی
شوق	:	اسلامی کتابیں پڑھنا اور سیکھنا
تخلص	:	ہاشم عباس ہاشم
تعلیم	:	میٹرک
تاریخ پیدائش	:	۱۹۶۲ء
جائے پیدائش	:	حصار ضلع اٹک
بہن بھائیوں کی تعداد	:	۲ بہنیں، ۲ بھائی
سفر کا شوق	:	زیاراتِ مقدسہ پر جانا
بہن بھائیوں میں	:	سب سے بڑی ہوں
ناپسندیدہ	:	بہت زیادہ بولنا
ازواجی زندگی	:	شادی شدہ
اچھا لگنا	:	صاف گوئی
بچوں کی تعداد	:	۳ بیٹے، ۱ بیٹی
عشق	:	مولا حسینؑ کا تذکرہ کرنا
آئیڈیل شخصیت	:	جناب سیدہ زینبؑ بنت علیؑ
مصروفیات	:	ذکرِ حسینؑ لکھنا اور پڑھنا

دوستوں کی تعداد	:	۲ دوست
بہت زیادہ پیار	:	اپنے بچوں سے
ہم راز	:	کوئی نہیں
پسندیدہ کھانا	:	جو نصیب میں ہو
ماتمی سنگت کا نام	:	شریکۃ الحسینؑ مسافرۂ شام
جائے مقام	:	ڈھوک وجن ٹیکسلا کینٹ

باب اوّل:

فروہاتِ دین

مومنین و مومنات اس کتاب کا نام یعنی عنوان بقائے خدا سے بقائے شبیرؑ تلکؑ ہے۔اس کے دو باب ہیں۔ پہلا باب فروہاتِ دین یعنی بقائے خدا سے ابتداء کی ہے کیونکہ دین کے بارے میں معلومات ضروری ہیں جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔ دوسرا باب بقائے شبیرؑ یعنی شبیرؑ کی وہ ہمشیر جس نے دین کی خاطر اور بھائی کی خاطر کیا کچھ نہیں کیا، دین بھی بچایا اور شبیرؑ کی نسل بھی لیکن اپنا کچھ نہ بچا۔اس بی بی مسافرہؑ شام کے حالاتِ زندگی کے بارے میں ہے جس نے دین خدا بھی بچالیا ناناؐ کا کلمہ بھی وہ بہادر بی بی علیؑ کی بیٹی کے بارے میں دوسرا باب پڑھیں .گے تو پسند آئے گا جس نے دین کی پہچان کرائی اس نے تمام انبیاء، تمام امام، تمام معصومین علیہما السلام کے حالات زندگی کے بارے میں جان جائے گا۔

(ہاشم عباس ہاشم)

تعارف

السلام علیکم اور یا علیؑ مدد!

مومنین و مومنات یاد رہے کہ میں نے 2007ء میں اپنی پہلی کتاب دیکھی جو کہ ماتمی نوحہ جات تھی۔ مومنات میں کوئی اتنی زیادہ پڑھی لکھی نہیں لیکن میرا شوق ہے، میرا عشق ہے کہ میں ذکرِ آل محمدؐ لکھوں۔ میں کوئی کہانی نویس یا مصنف نہیں ہوں صرف مداح خوانی کرتی ہوں جس کا صلہ مجھے پہلے مل جاتا ہے اور مولا حسینؑ کا ذکر اگر خلوص نیت سے کیا جائے تو میرے دعویٰ ہے کہ وہ امیرِ کائنات اس کو اس کا صلہ ضرور دیتے ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ میں نوکر آل محمدؐ ہوں، مولا کا ذکر بھی کرتی ہوں، نوحہ خوانی بھی، شاعری بھی اور سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ مولا حسینؑ اور مسافرۂ شام اور مولا رضاؑ کی زوار بھی ہوں اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اُم البنین ڈبلیو ایف پی مرکزی دفتر G-9/4 اسلام آباد اس مشن میں بھی الحمد للہ ٹیکسلا امام بارگاہوں کی کمانڈر بھی ہوں۔ یہ صلہ انسان کے لئے دُنیا اور آخرت کے لئے کافی ہے۔ اب میں نے جس کتاب کے لکھنے کا ارادہ کیا ہے یا لکھ رہی ہوں دُعا کریں مولا آگے مزید لکھنے کا موقعہ دیں تاکہ یہ سلسلہ جاری رکھ سکوں۔ اب میں جناب زینبؑ بنت علیؑ کے حالات زندگی کے بارے میں اور فروہات دین کے بارے میں لکھ رہی ہوں جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ میرے ساتھ میرے ماں باپ کی دُعا اور شوہر کا تعاون شامل ہے اور سب سے بڑی دُعا جناب زہراؑ کی جن کے بیٹے اور بیٹی کا ذکر کرتی ہوں۔ نہ کسی

انسان سے کوئی لالچ ہے، نہ داد وصول کرنی ہے۔ اس کتاب کے دو باب ہوں گے:۔

(۱) فروہات دین (۲) حالاتِ زندگی بی بیؑ مسافرۂ شام

تمام مومنین و مومنات کی اہم ضرورت ہے یہ کتاب جو کہ میں لکھ رہی ہوں۔ دُعا کریں مولا مجھے صحت اور زندگی دے کہ میں آئندہ بھی آپ کی معلومات کے لئے لکھتی رہوں۔ زینبؑ بنت علیؑ کے ساتھ مجھے بے انتہاء عشق ہے۔ میں بیان نہیں کرسکتی، وہ خود بی بیؑ جانتی ہیں اس لئے میں نے پہلے بی بیؑ کے نام سے ابتداء کی ہے۔ میرا تخلص ہاشم عباس ہاشم ہے جو میرا بڑا بیٹا ہے۔ یہ کتاب آپ کو ضرور پسند آئے گی۔ یہ ایسی کتاب ہے جس سے آپ کی بچیاں ضرور سبق حاصل کریں گی۔ مومنین و مومنات آنے والا دور رسالے، ڈائجسٹ، مووی کیبل یا ڈش یا موبائل کا نہیں، اسلام کے اس دور کا نام ہے اور ہمیں اپنی پہچان کرانی ہے۔ اسلام سے جو کچھ سیکھیں گے وہ کام آئے گے۔ ضرور سائنسی دور کا بھی فائدہ اُٹھائیں مگر اسلام کا پالینا، سیکھ لینا دُنیا و آخرت کا بہترین تحفہ ہے۔ ہم نے دُنیا و آخرت میں یہ باور کرانا ہے کہ ہم مومن ہیں مسلمان ہیں، اگر ہم اپنے بچوں کو ڈش، کیبل تو لگوا کر دے سکتے ہیں مگر اسلام کیوں نہیں سکھا سکتے حالانکہ اسلام مشکل نہیں بہت آسان ہے۔ اسے سمجھنے کی ضرورت ہے، اگر سمجھ جاؤ گے تو آنے والی نسلوں کے لئے بھی آسانی ہو جائے گی اور تم بہت قابل انسان اور سچے مومن، سچے مسلمان بن جاؤ گے۔ میری اُن ماؤں سے گذارش ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو اسلام کے بارے میں سبق آمیز کتابیں جیسا کہ تحفۃ العوام، توضیح المسائل، مفاتیح الجنان، نہج الاسرار، نہج البلاغہ جیسی کتابیں خرید کر دیں کہ وہ پڑھیں اور ان سے فائدہ اُٹھائیں۔ مومنین و مومنات میری باتوں کا بُرا نہ مانیں یہ آپ کا میرا سب کا بھلا ہے اور فائدہ ہے۔ آؤ اب ہم سب مل کر یہ عہد کریں کہ اپنے

دلوں سے نفرت مٹا کر حسد، کینہ، بغض دُور کریں کیونکہ ہم لاوارث نہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم مولا امام العصر (عج) کی بادشاہی میں بیٹھے ہیں، نہ ہماری دُعائیں قبول ہوتی ہیں نہ پریشانی ختم ہوتی ہے یہ ہماری اپنی غلطیاں ہیں آؤ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اپنے وارث کو تلاش کریں۔ مومنین و مومنات میرے لئے دُعا کریں مجھے ایسی بیماری ہے جس کا کوئی ٹائم نہیں۔ زندگی کا کیا بھروسہ ویسے بھی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ دُعا کریں مولا مجھے صحت دیں تاکہ میں آپ کے لئے آئندہ بھی لکھتی رہوں۔ اس سال بھی ماتمی نوحہ کی کتاب لکھوں گی انشاء اللہ۔ میری باتیں بُری لگیں تو معاف کر دینا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہاشم عباس ہاشم

وسیلۂ نجات

آؤ سب مل کر عہد کریں! نماز پڑھیں۔ قبر میں سب سے پہلے سوال نماز کے بارے میں کیا جائے گا۔ قرآن پڑھیں جو کہ ہمارے لاکروں میں بند پڑے ہیں، انہیں کھولیں پڑھیں سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور یاد رکھو وہ بات مت کرو کہ فلاں بندہ نماز نہیں پڑھتا مگر وہ خوشحال ہے، وہ اس کا اپنا عمل ہے وہ جانے اس کا کام۔ ہر انسان نے اپنے عمل کے ساتھ حاضرِ خدا ہونا ہے۔ سچا وہ ہے جو حق و انصاف کی بات کرتا ہے اور سنتا ہے۔ نماز قائم کرو، میں نے کتنے لوگوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارے مولاؑ نے نماز پڑھ دی ہے وہ ساری نمازیں پڑھ گئے ہیں مگر یہ بات غلط ہے۔ مولا حسینؑ نے جو نماز پڑھی ہے وہ تمہارے حصے کی یا تمہاری نہیں پڑھیں بلکہ مولاؑ نے ہمیں سبق دیا کہ نماز پڑھو کہ دیکھو میں حسینؑ جواں سال بیٹے کی لاش اُٹھا کر نمازِ شکرانہ پڑھ رہا ہوں، تیروں، تلواروں کے سائے میں بھی نماز پڑھ رہا ہوں، پتھر کھا کر بھی نماز پڑھ رہا ہوں اور دیکھو زیرِ خنجر بھی نماز پڑھ رہا ہوں۔

زیرِ خنجر نماز ادا کی جو مولا حسینؑ نے
کبریا بھی رو پڑھا ادائے حسینؑ پر

قرآن پڑھو مولا حسینؑ نے نوکِ نیزہ پہ بھی بلند آواز سے قرآن پڑھا کہ سنو اسے مت بھولو، جو بھول جائے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا، نہ وہ میرا مومن ہوگا۔ مومنین و مومنات اس لئے نماز پڑھو، قرآن پڑھو مگر ساتھ عزاداری کرو یہ وسیلۂ نجات ہے۔ جو نماز نہیں پڑھتا اس کی عزاداری قبول نہ ہوگی۔ جو نماز پڑھے گا عزاداری سے منہ موڑے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی اس لئے نماز کو مکمل کرو عزاداری کے ساتھ۔

عزاداری کو مکمل کرو نماز کے ساتھ۔ مومنین و مومنات دُنیا خواہشوں کا گھر ہے اِسے جتنا سنوارو گے اتنا اِسی کے ہو کر رہ جاؤ گے۔ مومنین و مومنات مولا حسینؑ کا ذکر وسیلہ نجات ہے ہر وقت وردِ زباں بنا لو نماز کے ساتھ یہ وسیلہ نجات ہے۔ نماز کے بغیر عزاداری نامکمل ہے ہے اسے نماز کے ساتھ مکمل کرو۔ عزاداری کے بغیر نماز نامکمل ہے اسے عزاداری کے ساتھ مکمل کرو۔ خدا تمام مومنین و مومنات کو آباد رکھے سوائے غم حسینؑ کوئی غم نہ دے، ہر گھر میں مولا عباس علمدارؑ کا پرچم لہراتا رہے اور آپ سب کو مولاؑ اتنی سماعت عطا کرے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کرسکیں۔ آپ سب کی دُعا، والدین کی دُعا، شوہر کا تعاون، میرے بچوں کا پیار اور مولاؑ کا سایہ، مولا حسینؑ کی نگاہِ کرم میرے ساتھ ہو تو انشاء اللہ میں آپ کی معلومات کے لئے لکھتی رہوں گی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہاشم عباس ہاشم

التماس دُعا......!

زوار بادا سید چمن پیر شاہ کے ایصال ثواب کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھیں۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں:۔

(۱) نماز پنجگانہ:

فجر	:	دو رکعت
ظہر	:	چار رکعت
عصر	:	چار رکعت
مغرب	:	تین رکعت
عشاء	:	چار رکعت

(۲) طواف واجب کی نماز

(۳) نمازِ آیات۔

(۴) نماز میت۔

(۵) والدین کی قضاء نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں۔

(٦) سنتی نمازیں جو نذر، عہد یا قسم کے ذریعے واجب ہوئی ہیں۔

نمازِ میت

نماز میت واجب ہے۔ اسے تنہا ایک شخص بھی پڑھ سکتا ہے اور جماعت کے ساتھ بھی مستحب ہے۔ اِس نماز میں طہارت شرط نہیں لیکن سنت ہے کہ نماز پڑھنے والا باوضو ہو یا غسل کرے اگر پانی موجود نہیں تو تیمّم کر سکتا ہے۔ ہر مسلمان شیعہ کی میت پر خواہ وہ نیک ہو یا بداعمال ہو، عورت ہو یا مرد ہو، قتل کیا گیا ہو یا خودکشی کی ہو نماز پڑھنا واجب ہے۔ اس میں چھ سال کا بچہ بھی داخل ہو سکتا ہے اور چھ سال سے کم بچے پر نماز

پڑھنا مستحب ہے لیکن مرنے والے کے ولی کی اجازت جنازہ پڑھنے سے پہلے لے لینا ضروری ہے یا مرنے والے نے کسی کو وصیت کی ہو اس پر عمل کرنا واجب ہے اگر ہو سکے تو نمازِ میت امام کے پیچھے بجالائیں اور باجماعت نمازِ میت ادا کریں۔

کیفیت غسل میّت

میّت کو تین غسل ترتیب وار دینا واجب ہیں جبکہ بڑے غسل سے پہلے میّت سے نجاست اور میل کچیل وغیرہ دُور کریں اور تمام جسم کو صاف کریں۔

واجب تین غسل ہیں:۔

(۱) پہلا غسل آب سدر یعنی بیری کے پانی سے۔

(۲) دوسرا غسل کافور کے پانی سے۔

(۳) تیسرا غسل خالص پانی سے۔

ان دونوں پانیوں میں کم سے کم بیری کے پتوں کی جھاگ اور کافور اتنی مقدار میں ہو کہ اسے آب سدر یا آبِ کافور کہہ سکیں اور زیادہ سے زیادہ مقدار یہ ہے کہ وہ پانی ہونے سے خارج نہ ہو جائے۔ سب سے پہلے میّت کو تختے پر لٹائیں کہ پاؤں قبلہ کی طرف رکھیں، کپڑوں کو پاؤں کی طرف سے نکالیں۔ اگر تنگ ہوں تو ولی کی اجازت سے چاک کر دیں اور غسل دینے سے پہلے واجب ہے کہ میّت کے ولی کی اجازت ضروری ہے اور واجب ہے کہ میّت کی شرمگاہ کو نامحرم سے چھپائیں، اس کے بعد واجب ہے کہ غسل دینے والا اور اگر کوئی اس کا مددگار ہو تو وہ بھی نیت کرے۔

نیت یہ ہے:

غسل دیتا ہوں یا دیتی ہوں اس میّت کو آبِ سدر سے واجب قربۃً الی

اللہ۔ اِسی طریقہ سے غسل دینا شروع کریں کہ جس طرح غسل جنابت کیا جاتا ہے۔ اوّل سر و گردن کو ایسا دھوئے کہ بالوں کی جڑ تک خوب پانی پہنچ جائے اور پھر کروٹ دے کر میّت کو داہنی جانب گردن سے لے کر پاؤں کی اُنگلیوں تک مع تلوے کے دھوئے اور پھر اِسی طرح بائیں جانب کو دھوئیں۔ پیشاب و پاخانہ کے مقامات کو دونوں طرف پورا دھوئے۔ اس کے بعد کافور کے پانی کے ساتھ دوسرا غسل دیں۔ دوسرے غسل کی نیّت غسل دیتا یا دیتی ہوں اِس میّت کو آبِ کافور سے واجب قربۃً الی اللہ۔ اور اسی طرح غسل دے جیسا کہ مذکور ہوا ہے اور پھر خالص پانی کے ساتھ غسل دیں اور پھر اسی طرح تیسرے غسل کی نیّت: غسل دیتا یا دیتی ہوں اِس میّت کو آبِ خالص سے واجب قربۃً الی اللہ۔

شرائط غسل دہندہ

غسل میّت دینے والے کے لئے چند شرائط ہیں:۔

اوّل یہ کہ وہ بالغ ہو، وہ عاقل ہو اور مسلمان شیعہ ہو۔ اگر میّت مرد کی ہو تو غسل دینے والا بھی مرد ہو، اگر عورت کی میّت ہے تو غسل دینے والی عورت ہو اس لئے کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کا غسل دینا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے لئے محرم کیوں نہ ہوں، لیکن مجبوری میں کپڑا ڈال کر غسل دینا جائز ہے۔ البتہ شوہر بیوی کو، بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ مرد کا تین سال کی لڑکی کو، عورت کا تین سال کے لڑکے کو بغیر کپڑا ڈالے غسل دینا صحیح ہے۔ غسل والے کو چاہیئے کہ غسل دیتے وقت میّت کی داہنی طرف کھڑا ہو۔

مستحباتِ غسل میت

غسل میّت کے بارے میں حسبِ ذیل امور مستحب ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

(۱) چھت کے نیچے غسل دینا تا کہ زیرِ آسمان نہ ہو۔
(۲) غسل کا پانی گرنے کے لئے گھڑا کھودنا۔
(۳) غسل دینے والے کو میّت کے داہنی طرف رہنا۔
(۴) غسل دینے والے کو ہر غسل میں اپنی دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا۔
(۵) غسل دینے سے پہلے میت کو بغیر کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لئے وضو دینا۔
(۶) ہر غسل میں میت کے سر اور داہنی جانب اور بائیں جانب کو تین تین مرتبہ دھونا۔
(۷) میّت کی اُنگلیوں اور دوسرے جوڑوں کو آہستگی سے ملنا اور نرم کرنا۔
(۸) غسل دینے میں میت کے جسم پر ہاتھ پھیرنا تا کہ تمام اعضاء پر اچھی طرح پانی پہنچ جائے۔
(۹) غسل دینے والے کو غسل کے وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہئے۔ بہتر ہے برابر کہتا رہے: ﴿رِبَّ عَفوَکَ عَفوَکَ﴾
(۱۰) تینوں غسل سے فارغ ہونے کے بعد میت کے جسم کو پاکیزہ کپڑے سے خشک کریں تا کہ کفن جلدی بوسیدہ نہ ہو۔
(۱۱) اگر غسل دینے ولا ہی میّت کو کفن پہنائے تو اس کا اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار اور پاؤں کو گھٹنوں تک دھونا۔

احکامِ غسل میّت

میّت کو غسل دینا ثواب عظیم اور اجر عظیم ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی میّت کو غسل دیتا ہے تو اس کے بارے میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اس شخص کے گناہوں کو اس طرح دھوؤں گا جس طرح ایک دن وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ لہٰذا مومن کو چاہئے کہ حصولِ ثواب کے لئے غسل دیں۔ میّت مومن کو غسل دینے میں ایک دوسرے پر سبقت کریں۔ بوڑھے، جوان یا بچہ کی میّت میں کچھ فرق نہیں یہاں تک کہ چار مہینے کی عورت حاملہ ہو اور اگر حمل ساقط ہو جائے تو بچہ کو بھی بمطابق قاعدہ غسل و کفن دینا، دفن کرنا واجب ہے البتہ چار مہینے سے کم میں ساقط ہونے پر غسل واجب نہیں لہٰذا کپڑے میں لپیٹ کر دفن کریں۔

اجازت ولی میّت

یعنی تمام مومنین پر واجب ہے اگر ایک شخص میّت کو سنبھالنے کو سرانجام دے تو یہ فرض دوسروں سے ساقط ہو جائے گا۔ میّت کے ولی کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا بندہ متوجہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر وہ ولی میّت اپنے فرائض میں کوتاہی کر رہا ہے تو پھر دوسروں پر واجب ہے کہ وہ بغیر اجازت غسل دے سکتا ہے۔ میّت اگر زوجہ کی ہے تو شوہر تمام اقرباء سے اولیٰ ہے اور وہ غسل دینے کا زیادہ حقدار ہے اس کی اجازت ضروری ہے۔ اگر مرنے والا کسی کو وصیت کر گیا ہے تو یہ واجب ہے کہ وہ بغیر اجازت غسل دے سکتا ہے۔

مکروہات غسل میّت

غسلِ میّت کے متعلق جو امور مکروہ ہیں وہ آٹھ (۸) ہیں:۔

(۱) میّت کو بٹھا کر غسل دینا

(۲) غسل دینے والے کا اپنے دونوں پاؤں کے درمیان میّت کا لینا

(۳) میّت کا سر مونڈنا یا جسم کے کسی حصہ سے بال اُکھاڑنا

(۴) ناخن کاٹنا

(۵) بالوں میں کنگھی کرنا

(۶) گرم پانی سے غسل دینا

(۷) غسل کا پانی برتن میں چھوڑنا

(۸) حاملہ عورت کے پیٹ پر ہاتھ پھیرنا

حنوط میّت

میّت کو غسل دینے کے بعد اس کی پیشانی، ہتھیلیاں، گھٹنے، پاؤں، انگوٹھے جو سجدہ کے سات مقام ہیں اُن پر کافور ملنا واجب ہے خواہ کفن دینے سے پہلے یا بعد میں لیکن بہتر ہے کفن دینے سے پہلے ہو اِس کو حنوط کہتے ہیں۔ غسل کے کافور کے علاوہ حنوط کا کافور ۲ تولہ ۶ ماشہ ۱۰/۳ رتی ہو، کم سے کم فضیلت کا مرتبہ ۲/۱.۴ ماشہ مقدار ہو۔ مستحب ہے کافور کو ہاتھوں سے ملیں اور پیشانی سے حنوط شروع کریں پھر باقی اعضاء پر ملیں، اگر ہو سکے تو کافور میں حنوط کرنے سے پہلے خاک شفاء ملا دیں زیادہ نہیں بہت کم مقدار میں۔

(توضیح المسائل)

کیفیت کفن

میّت مرد کی ہو یا عورت کی، جوان ہو یا بوڑھے کی خواہ بچہ ہو کفن پورا دیں۔

مرد کا کفن:

کفنی ۲ گز ۸ گرہ، لنگی ۱ گز ۸ گرہ، چادر پوٹ ۳ گز ۱۲ گرہ، راہ پیچ ۱ گز ۴ گرہ، عمامہ ۳ گز، بالائی چادر ۶ گز، کل ۱۸ گز۔

عورت کا کفن:

کفنی ۲ گز ۸ گرہ، لنگ ۱ گز ۸ گرہ، چادر پوٹ ۳ گز ۸ گرہ، راج پیچ ۱ گز ۴ گرہ، مقنہ ۱۳ گرہ، اوڑھنی ۱ گز ۸ گرہ، سینہ بند ۱۲ گرہ، بالائی چادر ۶ گز، لنگوٹ حسب ضرورت کپڑا۔ کل ۱۸ گز۔

معمولی اوسط جسم کی میّت کے لئے حسب ذیل تعداد میں کپڑا دینا مناسب ہے۔ میّت کی جسامت کے حساب سے کفن کا کپڑا دینا ہوگا۔

مستحب کفن

کفن کے بارے میں حسب ذل امور مستحب ہیں:۔

(۱) عمدہ کفن دینا۔

(۲) حلال مال سے کفن دینا۔

(۳) احرام کے کپڑے یا اُس کپڑے کا کفن دینا جس میں نماز پڑھی ہو۔

(۴) مرنے سے پہلے اپنا کفن تیار رکھنا حدیث میں وارد ہے کہ جو بندہ اپنا کفن تیار رکھے گا اس کا شمار غافل لوگوں میں نہ ہوگا۔

(۵) کفن سفید رنگ کا ہونا ضروری ہے۔

(۶) کفن کو اُسی ڈورے سے سینا۔

(۷) کفن میں خاک شفاء رکھنا۔

(۸) کچھ کافور کفن میں ڈالنا۔

(۹) میّت کے مقام پیشاب و پاخانہ پر کفن کے اندر کافی مقدار میں رُوئی رکھنا۔

(۱۰) کفن کے تمام پارچے خواہ واجب ہوں یا مستحب اُن کے حاشیہ پر میّت کا اور اُس کے باپ کا نام اور توحید، رسالت، امامت کی شہادت خاک شفاء سے لکھنا۔

مکروہات کفن

کفن کے متعلق چند امور مکروہ ہیں:۔

(۱) کفن کو لوہے کی چیز سے مثلاً قینچی یا چاقو سے کاٹنا۔

(۲) کفن میں آستین بنانا۔

(۳) کفن کے پارچوں کا سینا۔

(۴) کفن سینے کے لئے ڈور کو آب دہن سے تر کرنا۔

(۵) کفن کو خوشبو لگانا۔

(۶) کفن ریشم ملے ہوئے کپڑے کا بنانا۔

(۷) بغیر تحت الحنک عمامہ سر پر لپیٹنا۔

جریدتین

میّت کے ساتھ دو تر و تازہ لکڑیاں رکھنا سنت ہے۔ ان کو جریدتین کہتے ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو درخت خرما کی لکڑی ہو ورنہ بیری اور اس کے بعد انار کی اگر

ان میں سے کوئی نہ ملے تو ہر تازہ لکڑی کافی ہے۔ اِن جریدوں پر کلمۂ شہادت اور اسماء ائمہ علیہم السلام لکھیں۔

کفن میّت

کفن کے واجب پارچے میّت کے اصل ترکہ سے لئے جائیں اس پر فرض ہوگا البتہ زوجہ کا کفن شوہر پر واجب ہے لیکن اگر شوہر فقیر ہو تو واجب نہیں۔

تلقین میّت

میّت کے دائیں کندھے کو ہلا کر تلقین پڑھیں تاکہ وہ سن سکے۔ انسان مرنے کے بعد ۸ گھنٹے زندہ رہتا ہے۔ تلقین میّت کے سرہانے بیٹھ کر پڑھیں، اور قبر میں اُتاریں تب بھی پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

خاک پائے حسینؑ
ہاشم عباس ہاشم

دُعائے برائے حاجات

اِسم باری تعالیٰ

﴿یَا عَلِیْمُ﴾ ''اپنے باطن ■ور ظاہر کے جاننے والے''

ضد اور غصہ دُور کرنے کے لئے روزانہ ایک تسبیح پڑھ کر پانی پر دَم کریں اور پھر پانی پلادیں انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔

﴿یَا قُدُّوْسُ﴾ ''اے ہر عیب سے پاک''

ہر بری عادت، ہر برا کام چھوڑنے کے لئے عمل کریں۔ ۵ دفعہ تسبیح روزانہ پڑھیں انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔

ہر رنج و غم دور کرنے کے لئے بعد از نماز عشاء ۱۲۹ مرتبہ پڑھیں:

﴿یَا لَطِیْفُ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخ﴾

گھبراہٹ اور پریشانی کے لئے روزانہ ۷۰ مرتبہ ورد کریں.

﴿یَا مُحَمَّدُ، یَا عَلِیُّ، یَا فَاطِمَۃُ، یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَدْرِکْنِیْ وَ لَا تُھْلِکْنِیْ﴾

سوالی درِ بی بی کونین

ہاشم عباس ہاشم

روزہ کو باطل کرنے والی چیزیں

روزے کو باطل کرنے والی ۹ چیزیں ہیں:

(۱) کھانا پینا (۲) جماع کرنا (۳) استمناء کرنا (۴) رسولؐ خدا ائمہ علیہم السلام پر تہمت لگانا (۵) غلیظ غبار کا حلق میں جانا (۶) سر پانی میں ڈبونا (۷) جنابت یا حیض یا نفاس پر صبح تک رہنا (۸) کسی بہنے والی چیز سے انیما کرنا (۹) جان بوجھ کر قے کرنا۔ مسئلہ: ۱۳۳۵ (توضیح المسائل)

ان مسائل کی شرح آئندہ مسائل میں بیان کروں گی۔

جو چیزیں روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں

چند چیزیں روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں اُن میں سے یہ بھی ہیں:۔

(۱) آنکھوں میں دوا ڈالنا

(۲) سُرمہ لگانا

(۳) ایسے کام کرنا جس سے کمزوری پیدا ہو مثلاً خون نکلوانا، حمام جانا

(۴) نسوار استعمال کرنا

(۵) تمباکو نوشی کرنا، خوشبودار گھاس سونگھنا

(۶) بنابر احتیاط عورت کا پانی میں بیٹھنا

(۷) بنابر احتیاط کسی خشک چیز سے انیما لینا

(۸) بدن پر لباس کو بھگونا

(۹) دانت نکلوانا، منہ سے خون آنا

(۱۰) تازہ لکڑی سے مسواک کرنا

اور بے حد مفید ہے، اس کی بہت فضیلت ہے۔ جو مومن اس دن روزہ رکھے گا اس کو بے حد ثواب ملے گا۔ ۱۳ رجب کی رات شب بیداری کریں تو زیادہ ثواب ہے۔ جو مومن بے اولاد ہیں اُس کے لئے بے حد مفید عمل ہے۔ اگر کوئی بندۂ مومن اس دن عمل کرے گا انشاء اللہ اگلے سال ۱۳ رجب اس کی گود میں اولادِ نرینہ ہو گی۔

اعمال یہ ہیں:۔

۱۳ رجب کی رات شب بیداری کریں، عبادت خدا میں مشغول رہیں، سورۂ مریم پڑھیں، روزہ رکھیں اور جاء نماز بچھا کر سفید رنگ کی مٹھائی رکھیں۔ میاں بیوی دونوں دو رکعت نماز ادا کریں۔ نیت یہ ہے: دو رکعت نماز فاطمہ بنت اسد (سلام اللہ علیہا) پڑھتا ہوں یا پڑھتی ہوں قربتہً الی اللہ اللہ اکبر۔ نماز کے بعد مٹھائی سے روزہ رکھیں، باقی مٹھائی رکھ دیں شام کو روزہ اسی مٹھائی سے افطار کریں۔ پھر دو رکعت نماز اسی طرح ادا کریں بعد میں سجدۂ شکر میں ۱۰۰ مرتبہ شکراً اللہ پڑھیں۔ صدقہ دیں، اگربتی جلائیں، تسبیح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پڑھیں جو کہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے۔

پہلی رکعت: الحمد ۱ مرتبہ، ۱۰ مرتبہ سورۂ کوثر

دوسری رکعت: الحمد ۱ مرتبہ، ۱۰ مرتبہ قُل ھو اللہ

سلام کے بعد سجدۂ زیارت، دُعا توسّل، سورۂ مریم پڑھیں، انشاء اللہ اولادِ نرینہ ہو گی۔

اعمال شب عاشور

نیت: چار رکعت نماز شب عاشور پڑھتی ہوں یا پڑھتا ہوں قربتہً الی اللہ اللہ اکبر۔

پہلی رکعت: الحمد کے بعد ۱۰ مرتبہ آیت الکرسی

دوسری رکعت: الحمد کے بعد ۱۰ مرتبہ قل ہو اللہ

تیسری رکعت: الحمد کے بعد ۱۰ مرتبہ قل اعوذ برب الفلق

چوتھی رکعت: الحمد کے بعد ۱۰ مرتبہ قل اعوذ برب الناس

اور فارغ ہونے کے بعد ۱۰۰ مرتبہ قل ہو اللہ پڑھیں بے حد ثواب ہوگا اور نماز کے بُعد زیارتِ وارثہ پڑھیں۔ اللہ آپ سب کا حامی ہو۔

اعمال روزِ عاشورا

روزِ عاشورا بغیر نیت کے فاقہ رکھنا، کھانا پینا ترک کرنا، مجالس برپا کرنا، گریہ زاری کرنا، حقہ بھی نہ پئیں۔ اپنے گھر والوں کو حکم دیں وہ بھی گریہ کریں۔ اپنی آستین اُلٹی رکھیں، صف ماتم بچھائیں جس طرح اپنی اولاد کے مرنے پر روتے ہیں اسی طرح روئیں۔ اس روز دُنیا کے کسی کام میں مشغول نہ ہوں، اپنے گھر کے لئے اس دن غلہ وغیرہ ذخیرہ نہ کریں اگر ایسا کرو گے تو بروزِ حشر یزید کے ساتھ ہو گے۔ خود بھی روئیں اور دوسروں کو بھی رُلائیں اور بعد عصر دو گھنٹے فاقہ شکنی کریں۔ ایک دوسرے کو مولاؑ کا پرسہ دیں، فاقہ شکنی پانی سے کریں۔ ۱۰۰۰ بار قُل ہو اللہ پڑھیں۔ مولا حسینؑ کے قاتلوں پر ۱۰۰۰ بار لعنت اس طرح کریں:

﴿اَللّٰھُمَّ لَعَنَ قَتَلَۃَ الْحُسَیْنِ وَ اَصْحَابِہٖ﴾

روزِ عاشور اعمال کا طریقہ

بغیر روزہ کی نیت کے فاقہ رکھو اور بعد عصر ایک ساعت گزر جانے پر پانی سے افطار کرے۔ بند قبا کھول دیں، آستینوں کو کہنیوں تک چڑھایں اور دن چڑھے

جنگل یا اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھیں۔

نیت: چار رکعت نماز پڑھتا یا پڑھتی ہوں روزِ عاشور سنت قربۃً الی اللہ اللہ اکبر۔

طریقہ: دو دو رکعت کر کے چار رکعت نماز پڑھیں۔

پہلی رکعت: سورۂ الحمد ۱ مرتبہ، ۱ مرتبہ قل یاایھا الکافرون

دوسری رکعت: الحمد ۱ مرتبہ، ۱ مرتبہ قل ھو اللہ

تیسری رکعت: الحمد ۱ مرتبہ، ۱ مرتبہ سورۂ احزاب پارہ ۲۱

چوتھی رکعت: الحمد ۱ مرتبہ، ۱ مرتبہ سورۂ منافقون پارہ ۲۸

اگر یہ سورتیں یاد نہ ہوں تو جو یاد ہوں وہ پڑھ لیں۔ نماز سے فارغ ہو کر روضۂ امام حسینؑ کی طرف منہ کریں، امامؑ کی شہادت کا خیال دل میں لائیں دُرود پڑھیں ان کے قاتلوں پر لعنت کریں اور چند قدم آگے بڑھا کر سات بار کہیں: ﴿اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن﴾ اور زیارت امام حسینؑ پڑھیں۔

اسلام میں چند ناپسندیدہ باتیں

والدین کی نافرمانی

ماں باپ کو اذیت دینا اور اُن کا کہا نہ ماننا، اُن کے خلاف کوئی کام کرنا گناہ عظیم ہے۔ ماں باپ کی خوشی سے خدا بھی خوش ہوتا ہے اور اُس کا رسولؐ بھی، اور اُن کی ناراضگی سے وہ بھی ناراض ہیں۔ والدین کی اطاعت میں نافرمانی جہنم ہے۔

جھوٹ

ایک بہت بڑا گناہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم میں سے جو کوئی جھوٹ بولے گا یعنی کافر کیا مسلمان! سب کو برا کہتا ہوں جھوٹ تمام

برائیوں کی جڑ ہے۔ اگر جھوٹ سے بچو گے تمام برائیوں سے بچ جاؤ گے۔ جھوٹ بولنے والے پر خدا نے قرآن میں جا بجا لعنت فرمائی ہے۔

غیبت

یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کسی کے پیچھے کسی کی بات کرتا ہے وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ کسی کی چغلی کھانے سے کبھی معافی نہیں ملتی جب تک چغلی کھانے والا جس کی چغلی کھائے اس سے معافی نہ مانگے اگر وہ معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ بھی معاف کر دیتا ہے وہ بہت بڑا مہربان ہے۔

سُود

یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ سود لینے والا دینے والا اس گناہ میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ سود کا ایک درہم ستر ہزار بار زنا کرنے کے برابر ہے جو سنگین جرم ہے۔ سود میں گواہ بننے والا بھی برابر کا شریک ہے۔

حسد

مومن سے حسد رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ اپنے کسی مومن بھائی سے اُن کی نعمتوں کے زائل ہونے کی تمنّا کرنا (جو خدا نے اُسے دی ہیں) حسد کہلاتا ہے۔

تکبر

یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو ذلیل و حقیر جاننا بہت بُری عادت ہے۔ خدا ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم قرار دیتا ہے۔ تکبر کرنے والا ملعون و شیطان ہے۔ تکبر کرنے والے پر خدا اور رسولؐ لعنت کرتے ہیں۔

نحوست کی چند باتیں جن سے پرہیز واجب ہے

(۱) خیر و برکت کی باتوں کو ترک کرنا

(۲) گھر میں کوڑا رکھنا

(۳) غسل جنابت سے پہلے کھانا پینا

(۴) دانت سے ناخن کاٹنا

(۵) حمام میں مسواک کرنا

(۶) مسجد یا امامبارگاہ میں ناک صاف کرنا

(۷) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

(۸) لیٹے ہوئے بنا مجبوری کھانا پینا

(۹) ستر کا ظاہر کرنا

(۱۰) عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا

(۱۱) کھڑے پانی میں پیشاب کرنا

(۱۲) قرآن پاک کو لعاب دہن سے مٹانا

(۱۳) جھوٹے خواب بیان کرنا

(۱۴) کھانے کے بھرے ہاتھوں سے سونا

(۱۵) عورتوں کا شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا

(۱۶) عورت کا غیر شوہر کے لئے زینت کرنا

(۱۷) غیبت اور چغل خوری کرنا

(۱۸) شرابی کے ساتھ کھانا پینا

(۱۹) مردوں کا ریشمی لباس پہننا

(۲۰) شطرنج کھیلنا جو کہ حرام ہے

(۲۱) سود کا لین دین لکھنا یا گواہ بننا

(۲۲) مومن کا مومن بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہنا

(۲۳) خوشامدانہ کسی کی تعریف کرنا

(۲۴) مزدور کی مزدوری ادا نہ کرنا

(۲۵) کھانے پینے یا سجدہ کی جگہ پھونک مارنا

(۲۶) جھوٹی قسم کھانا

(۲۷) میوہ دار درخت کے نیچے یا راستے میں پیشاب کرنا

(۲۸) سچی شہادت چھپانا

(۲۹) جھوٹی شہادت دینا

ان تمام چیزوں سے اللہ نے منع فرمایا ہے، اگران سے پرہیز کرو گے تو سچے مسلمان کہلاؤ گے۔ (توضیح المسائل)

قولِ علیؑ

''اُستاد کی ہمیشہ شاگرد کی حیثیت سے عزت کرو خواہ کتنے بڑے آدمی کیوں نہ بن جاؤ''۔

حکم الٰہی

''بے نمازی کی عمر میں برکت نہیں ہوتی''۔

''جب کوئی کام کرو تو سب سے پہلے یہ دیکھو کہ اس میں اللہ کی رضا شامل ہے''۔

”اپنے اعمال پر کڑی نظر رکھو تا کہ شیطان تمہیں گمراہ نہ کر سکے“۔

چار چیزوں کو مارنا منع ہے

(۱) چیونٹی (۲) شہد کی مکھی (۳) مینڈک (۴) مکڑی

خیر و برکت کی چند باتیں

(۱) ہر کام کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا۔

(۲) ہر کام سے پہلے یا وعدہ کرنے سے پہلے انشاء اللہ کہنا۔

(۳) عزیزوں کے ساتھ بھلائی کرنا، اُن کا دل نہ دُکھانا۔

(۴) برادرانِ ایمان کی ضرورت کا پورا خیال رکھنا۔

(۵) استغفار کا بہت پڑھنا۔

(۶) ہمیشہ حق و سچ کی بات کرنا۔

(۷) ہر نعمت و خوشی ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔

(۸) دستر خوان سے گرے ٹکڑے اُٹھا کر کھانا۔

(۹) کھانے کے بعد امام حسینؑ کی بھوک و پیاس کو یاد کرنا۔

(۱۰) غصہ ضبط کرنا، درگزر کرنا، کشادہ پیشانی سے رہنا۔

(۱۱) نیک کام میں جلدی کرنا۔

(۱۲) اللہ کا شکر ادا کرو جس نے محمدؐ و آل محمدؐ جیسے وسیلے عطا کیئے ہیں۔

چند باتیں

سوال: غسل کے فوراً بعد نماز کے لئے وضو کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں ہر غسل کے بعد وضو کرنا ضروری ہے، وضو کر کے نماز پڑھو یہ واجب

ہے سوائے غسل جنابت کے۔

خاک قبر حسینؑ کے فوائد

جاننا چاہئے کہ ایسی بہت سی روایات آئی ہیں کہ امام حسینؑ کی قبر مبارک کی خاک سوائے موت کے ہر تکلیف اور ہر مرض کے لئے شفاء ہے۔ اس میں ہر بلا، ہر مصیبت سے امان اور ہر خوف و خطر سے تحفظ ہے اور تاثیر ہے۔ اس مقدس خاک سے جو کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ اتنی ہیں کہ جنت کی حوریں جب دیکھتی ہیں کہ فرشتہ کسی مقصد سے زمین پر جا رہا ہے تو وہ اسے کہتی ہیں کہ ہمارے لئے قبر حسینؑ سے خاک شفاء اور تسبیح بطور تحفہ لیتے آنا۔ خاک شفاء کی تسبیح پر ذکر الٰہی کرنا اور ہاتھ میں رکھنا بے حد ثواب ہے، یہ انسان کے ہاتھوں میں تسبیح کرتی ہے۔ خاک شفاء مرنے والے کے منہ میں ڈالیں تو وقت نزاع آسان ہو جائے گا۔ کفن میں رکھیں، قبر میں ڈالیں اس کا بے حد ثواب ہے۔ نومولود کو گھٹی دیں تو بھی اچھا ہے۔ اللہ آپ کا مددگار ہو۔

فرمانِ معصومین علیہم السلام

۱۔ بچوں کے منہ سے نکلنے والا لعاب دہن اُن کو فالج، جنون اور بے وقوفی سے بچاتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ)

۲۔ قیامت کے روز لوگ اپنے ارادوں کے ساتھ محشور ہوں گے۔ (امام جعفر صادقؑ)

۳۔ جو بندہ ذرا سی مصیبت کو اہمیت دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

۴۔ مومن دولت مند ہونے کے باوجود گناہوں سے بچتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

۵۔ دُنیا بد بخت لوگوں کی آرزو ہے، آخرت نیک لوگوں کی کامیابی۔ (حضرت علیؑ)

۶۔ توبہ دلوں کو صاف کرتی ہے اور گناہ دھوتی ہے۔ (حضرت علیؑ)

۷۔ جو کوئی اپنے عیب دیکھتا ہے وہ دوسروں کی عیب جوئی نہیں کرتا۔ (حضرت علیؑ)

۸۔ جو زیادہ معاف کرے گا اس کی عمر لمبی ہوگی۔ (حدیث رسولؐ خدا)

۹۔ لوگ اگر تیری بات مانتے ہیں تو اُن سے وہ بات کر جس کو وہ کر سکیں۔ (مولا علیؑ)

۱۰۔ عقلمند آدمی زیادہ کلام نہیں کرتا۔ (حضرت علیؑ)

۱۱۔ لوگوں کے گناہوں سے درگزر کرو اللہ عذاب سے بچائے گا۔ (حضرت رسولؐ خدا)

۱۲۔ موت کا وقت مقررہ حفاظت کے لحاظ سے خود ہی کافی ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

۱۳۔ اگر رونا چاہو تو میرے دادا حسینؑ کے غم میں روؤ۔ (امام جعفر صادقؑ)

۱۴۔ جھوٹی قسم کھانے سے بچو کیونکہ یہ شہروں کو کھنڈرات بنا دیتی ہے۔ (حضرت رسولؐ خدا)

۱۵۔ انسان کی ایک ایک سانس موت کی طرف قدم ہے۔ (حضرت علیؑ)

۱۶۔ دانشمند نہیں وہ شخص جو اپنی حاجت کمینوں کے پاس لے کر جائے۔ (مولا علیؑ)

۱۷۔ بدترین ہے وہ بندہ جس کے شر سے لوگ ڈرتے ہیں۔ (حضرت علیؑ)

۱۸۔ کثرتِ دعا، کم گفتگو، کم سونا اللہ کو بہت پسند ہے۔ (امام جعفر صادقؑ)

۱۹۔ مومن کو ذلیل کرنے کے لئے عیب مت ڈھونڈو اللہ تمہیں ذلیل کرے گا۔ (امام حسینؑ)

۲۰۔ مظلوم کی پکار سے بچو وہ اللہ سے اپنا حق طلب کرتا ہے۔ (رسولؐ اللہ)

۲۱۔ برے ساتھی کا ساتھ تمام برائیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

۲۲۔ غریب کی بددُعا سے، امیر کی دولت سے بچو۔ (حضرت علیؑ)

اقوالِ زریں

۱۔ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔ (امام حسینؑ)

۲۔ احسان کی خوبصورتی احسان نہ جتلانا ہے۔ (حضرت علیؑ)

۳۔ انسان پہاڑ سے گر کر سنبھل سکتا ہے مگر کسی کی نظر سے گر کر نہیں۔

۴۔ کسی پہ اتنا بوجھ ڈالو جتنا تم خود اُٹھا سکتے ہو۔

۵۔ انسان دولت سے ہر چیز تو خرید سکتا ہے مگر عزت نہیں۔

۶۔ اگر تمہارے دل میں کسی کے لئے محبت نہیں تو نفرت مت کرو۔

۷۔ ہم دولت سے بستر تو خرید سکتے ہیں مگر نیند نہیں۔

۸۔ دوسروں کی فکر میں خود کو مت بھولو۔

۹۔ انسان بیماری کے ڈر سے کھانا چھوڑ دیتا ہے مگر گناہ نہیں۔

۱۰۔ خوشی انسان کو وہ کچھ نہیں سکھاتی جتنا غم سکھاتے ہیں۔

۱۱۔ اپنے آپ کو ہر وقت غم حسینؑ میں مصروف رکھو دُنیا کے غم بھول جاؤ گے۔

۱۲۔ دُنیا میں سب سے بہترین اور مضبوط رشتہ ماں کا ہے۔

۱۳۔ یاد رکھو جو تمہارا ہے وہ کبھی گم نہ ہوگا۔

۱۴۔ دوسروں کو حقیر نہ جانو ہو سکتا ہے وہ اللہ کے نزدیک کتنا بلند ہو۔

۱۵۔ کسی کی عیب جوئی مت کرو ورنہ اللہ تمہارا پردہ فاش کر دے گا۔

۱۶۔ بولنے میں جلدی مت کرو صبر سے کام لو۔

۱۷۔ جب رازِ الٰہی معلوم نہیں ہوتا بندہ ڈوبتا اُبھرتا رہتا ہے۔

۱۸۔ کسی کی طرف اُنگلی مت اُٹھاؤ یہ دیکھو تمہاری چار اُنگلیاں تمہارے گریبان کی طرف ہیں۔

۱۹۔ سب سے بزرگ شخص وہ ہے جو خلقت کے ساتھ تواضع سے پیش آئے۔

۲۰۔ صادق بندے کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ ملا جلا رہے۔

بلند اخلاق

۱۔ انسان کی شخصیت اس کے اخلاق سے پہچانی جاتی ہے۔

۲۔ اچھا انسان وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔

۳۔ اچھی بات اچھے اخلاق کی ضمانت ہے۔

۴۔ جس کا اخلاق اچھا ہوگا لوگ اس کی قدر کریں گے۔

۵۔ اچھائی کا ہم نشین نصیحت ہے اور برائی کا ہم نشین عذاب۔

۶۔ انتقام لینا نفس اور بد اخلاق کی پستی ہے۔

۷۔ بدترین ہے وہ شخص جس کا اخلاق برا ہے۔

۸۔ بد اخلاق کی صحبت سے بچو شاید وہ بھری محفل میں تمہیں ذلیل کر دے۔

۹۔ بلند ترین ہے وہ شخص جس کا اخلاق بلند ہے۔

۱۰۔ مومن وہ جو بروزِ حشر اچھے اخلاق سے اپنا راستہ تلاش کرے گا۔

ہمسایہ کے حقوق

۱۔ ہمسایہ کی بدخواہی اور نیکیوں کے ساتھ برائی انتہائی شہادت ہے۔ (حضرت علیؑ)

۲۔ جبرائیل مجھ کو پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی برابر تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ پڑوسی کو وارث نہ بنادیں۔ (حضرت محمدؐ)

۳۔ خدا کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ ہو۔

۴۔ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوگا۔

برداشت

۱۔ تحمل ظاہر کرنا دلیل سرداری اور بہترین نیکوکاری ہے۔

۲۔ حضورؐ کو کسی نے کہا وہ شخص آپ کو گالی دے رہا ہے۔ فرمایا: اگر اس میں اس کا کچھ فائدہ ہے تو منع نہ کرو۔

۳۔ جواب دینے میں جلدی نہ کرو تاکہ آخرت میں خفت اور شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے اور برداشت سے کام لو۔

۴۔ جب دو آدمی کسی مسئلے پر بحث کے بغیر متفق ہو جائیں تو ثابت ہوتا ہے کہ دونوں بے وقوف ہیں۔

۵۔ چاپلوس اس لئے آپ کی چاپلوسی کرتا ہے کیونکہ وہ آپ کو بے وقوف جانتا ہے۔

۶۔ اگر بے وقوف بازار نہ جائے تو بری چیزیں کون خریدے گا۔

۷۔ نوجوانوں کا خیال ہے کہ بوڑھوں میں برداشت نہیں مگر بوڑھوں کا خیال ہے نوجوان برداشت نہیں کرتے۔

۸۔ خاموشی دانشمندی کی علامت ہے تو سہی مگر کبھی کبھی اس سے بھی بے وقوفی کا ثبوت ملتا ہے۔

اللہ بہت مہربان ہے

''میرا حسینؑ کے سوا کوئی امیر اور حسنؑ کے سوا امیرا من نہیں''

جھگڑا مت کرو......!

۱۔ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ وہ آدمی ہے جو سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے کینہ رکھتا ہے جو بھائیوں کے درمیان جھگڑا برپا کرتا ہے۔

۳۔ جھگڑے کو بیشتر اس کے وہ تیز ہو جائے چھوڑ دو۔

۴۔ آدمی کی عزت اس میں ہے کہ وہ جھگڑوں سے باز رہے۔

۵۔ جھگڑے میں کودنا بے حد آسان مگر اس سے نکلنا بہت مشکل۔

۶۔ جو شخص لڑائی سے الگ کر دیتا ہے اُسے فلاح ملتی ہے۔

۷۔ جھگڑا پڑنے سے تم الگ ہو جاؤ۔

۸۔ انسان کی عزت اس میں ہے کہ وہ لڑائی سے پرہیز کرے۔

''خدا سب سے زیادہ نصیحت کرنے والا ہے''

ماں تجھے سلام

ماں میری جنت

میں اپنی جنت کو زمانے کی بے رُخی کا گلا دے سکتی نہیں
ماں کے ایک رات جاگنے کا صلہ دے سکتی نہیں

اگر کچھ کہا جائے تو شاید ہو جائے گناہِ کبیرہ
میں فرمانِ رسولؐ بھلا سکتی نہیں

جس نے دین اسلام سکھایا مجھے
میں اپنی جنت کو اپنی مایوسیوں کی سزا دے سکتی نہیں

میری جنت کی ہوا کافی ہے میرے لئے
میں ماں کے دُکھوں کو بھلا سکتی نہیں

ماں شفقت کا پھول، میری ماں میری دُعا
خدا سلامت رکھے، تاقیامت میں بھلا سکتی نہیں

ہاشم کو خدا نے اِک دن معجزہ دکھا دیا
ماں کی دُعا سے اپنے محبوب کے گھر کا سجدہ کرا دیا

مناجاتِ امام موسیٰ کاظمؑ

(ہاشم عباس ہاشمؔ)

مشکل میں گرفتار ہوں اب آکے چھڑاؤ
یا موسیٰ کاظمؑ میری امداد کو آؤ

ڈوبی ہے میری کشتی اسے پار لگاؤ
یا موسیٰ کاظمؑ میری امداد کو آؤ

غربت کے تھپیڑوں نے مجھے اتنا ستایا
روزی کے لئے مجھے دَر دَر پہ پھرایا

اب اپنے خزانوں سے ذرا بھیک دلاؤ
یا موسیٰ کاظمؑ میری امداد کو آؤ

تیرے دربار میں رو رو کر ہاشمؔ کی صدا ہے
آنکھوں کی یہ حسرت اور لب پہ دُعا ہے

اب اپنا کرم آقا مجھے پاس بلاؤ
یا موسیٰ کاظمؑ میری امداد کو آؤ

دُعا

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ آغا حامد علی شاہ موسوی جو ہمارے قائد ہیں اور ہمارے رہبر ہیں مولاؑ انہیں زندگی وصحت دے اور ہر دُشمن سے بچائے، ہر مصیبت سے، ہر پریشانی سے دُور رکھے۔ مولاؑ اُن کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اُن کا مشن پوری دُنیا میں کامیاب رہے، ہر گھر سے ماتم حسینؑ کی صدا آئے اور ہر گھر پر علم غازی عباس علمدار لہرائے۔ آمین

باب دوم:

حالاتِ زندگی زینبؑ بنت علیؑ مسافرۂ شام

مومنین و مومنات پہلا باب ''فروہات دین'' کے بارے میں تھا جو مکمل ہو چکا ہے۔ اب دوسرا باب ''حالاتِ زندگی بی بی زینبؑ بنتِ علیؑ'' کا ہے۔ اس کتاب کا عنوان ''بقائے خدا سے بقائے شبیرؑ تلک'' ہے۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں جس نے یہ موقع دیا ورنہ میں کیا میری اوقات کیا! بی بیؑ کا نام لینا بھی مجھ جیسی گنہگار کا دل کانپ جاتا ہے، قلم لرز جاتا ہے کیونکہ علیؑ کی بیٹی کوئی معمولی ہستی نہیں۔ کائنات کے امیر المومنینؑ کی بیٹی، شبیرؑ کی بہن، عباسؑ کی آقازادی، زہراءؑ کی توقیر، رسولؐ کی نواسی، عمرانؑ کی پوتی کا نام لینا باعث ثواب ہے اور عظیم عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ اس لئے بی بیؑ کے نام سے کتاب شروع کی ہے۔ آئندہ انشاءاللہ یہ سلسلہ جاری رکھوں گی۔ آپ کی دُعا اور تعاون، حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے، میں تو بہت ہی گنہگار ہوں بی بیؑ کا نام لینے سے بھی ڈر لگتا ہے۔ بی بیؑ معاف کریں تو کوئی بات نہیں پوری کوشش کروں گی، اگر کوئی کسر رہ گئی تو آئندہ پوری کروں گی انشاءاللہ۔ میری دُعا ہے کہ مولا حسینؑ کے صدقے میں میری ساری سنگت جس کا نام میں نے تجویز کیا ہے ''ماتمی سنگت شریکۃُ الحسینؑ مسافرۂ شام'' مولا سب کو شاد و آباد رکھے، مولا تمام دُکھوں سے دُور رکھے، میرے بچوں کو اور بھائی بہنوں کو مولا زندگیاں اور صحت دے، کامیابیاں دے۔

ہر وقت دُعا گو

ہاشم عباس ہاشم

مجالس کے آداب

مجلس میں جہاں کہیں جگہ ملے بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ مجلس میں صرف مومن نہیں آئے بلکہ مجلس کے وارث بھی آتے ہیں۔ مجلس کا اعلان سنو کہ مولا حسینؑ کی مجلس ہو رہی ہے تو دُنیا کے کام چھوڑ کر بلا مجبوری امامبارگاہ میں چلے جاؤ کیونکہ مادرِ حسینؑ سب سے پہلے عزاء خانے میں تشریف لاتیں ہیں اور ہر آنے ولے مومن کے حق میں دُعا کرتی ہیں۔ جو مولا حسینؑ کے مصائب پر روتا ہے بی بیؑ اس کے آنسو کی قیمت جنت میں ادا کرتی ہیں، اس کے نامۂ اعمال میں ستر ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو فرش حسینؑ بچھاتا ہے یا مجلس کا انعقاد کرواتا ہے اس کو بی بیؑ دُعا دے کر جاتی ہیں۔ مجلس میں جن چیزوں کا خیال رکھنا ہے وہ یہ ہیں کہ مجلس میں بن سنور کر مت آؤ۔ کسی پر تنقید مت کرو، کسی کی عیب جوئی مت کرو، یہ نہ دیکھو کون ذکر امام حسینؑ کر رہا ہے بلکہ یہ دیکھو کیا پڑھ رہا ہے۔ صرف مولا کا ذکر کرو سنو ورنہ کچھ ہاتھ نہ آئے گا ساری محنت رائیگاں چلی جائے گی۔

چند اشعار مسافرۂ شام کے نام

(۱)

اللہ کی توحید کا دوسرا رسول ہے زینبؑ
رسولؐ کے دین کا اُصول ہے زینبؑ
علیؑ و بتولؑ کے باغ کا انمول پھول ہے زینبؑ
شبیرؑ کے لئے کربلا میں ہاشمؔ بتولؑ ہے زینبؑ

(۲)

ماں کی گود میں اُتری تو انّما کی تفسیر ہے زینبؑ
ناناؐ کی گود میں آئی تو آیتِ تطہیر ہے زینبؑ
کربلا میں آئی تو بتولؑ کی تصویر ہے زینبؑ
شام کے دربار میں ہاشمؔ شبیرؑ کی تقدیر ہے زینبؑ

(۳)

وطن کو چھوڑا تو اللہ کی بقاء کے لئے بنتِ علیؑ نے
کعبے کو چھوڑا تو محمد مصطفےٰؐ کے لئے بنتِ علیؑ نے
کربلا میں آئی تو اللہ کی رضا کے لئے بنتِ علیؑ
قید ہو کر چلی ہاشمؔ تو شبیرؑ کی بقاء کے لئے بنتِ علیؑ

جو کام انبیاء نہ کر سکے وہ کام کر کے دکھا گئی علیؑ کی بیٹی
دن کی روشنیوں میں سوئی ہوئی انسانیت کو جگا گئی علیؑ کی بیٹی

اسلام کو زندہ کر گئی تاحشر تک بہتر کا خون دے کر
یوں اپنی محنت سے یزیدیت مٹا گئی علیؑ کی بیٹی

ایک بار سر کو جھکا دیا دربارِ شام میں
سارے شام کو اپنے کلام سے ہلا گئی علیؑ کی بیٹی

خود تو نجانے کس کس موڑ پر مرتی رہی
مگر ہم سب کو جینا سکھا گئی علیؑ کی بیٹی

اوقات کیا تھی یزید کی بھرے دربار میں ہاشمؔ
بول کر علیؑ کے لہجے میں یزید کے منہ پر طمانچہ لگا گئی علیؑ کی بیٹی

منتظرِ دُعا

ہاشم عباس ہاشم

بی بی زینبؑ کی محنت سے

آنکھوں میں جاگتا ہے سدا غم حسین کا
سینے میں سانس لیتا ہے ماتم حسین کا

مٹی میں مل گئے ہیں ارادے یزید کے
لہرا رہا ہے آج بھی پرچم حسین کا

یزیدی اور زیادی یاد بھی آتے نہیں ہم کو
مگر اب تک حسینؑ ابن علیؑ کا نام باقی ہے

حسینؑ ابن علیؑ کے قتل کا مقصد نہ ہم سمجھے
یہ ہم پر آج تک اسلام کا الزام باقی ہے

شبیر کا سجدہ زینب کی رِدا باقی ہے
لہرا رہا ہے جو پرچم عباس کا زینب کی دُعا باقی ہے

خدا سلامت رکھے اُن جوانوں کو ہاشمؔ
جن سے ماتمِ حسین کی صدا باقی ہے

دُعا گو
ہاشم عباس ہاشمؔ

ظہور پرنور جناب زینب بنت علیؑ مسافرۂ شام

اسلام کا سرمایہ و تسکین ہے زینبؑ
ایمان کا سُلجھا ہوا آئین ہے زینبؑ
حیدرؑ کے خدوخال کی تزئین ہے زینبؑ
شبیرؑ ہے قرآن، تو تفسیر ہے زینبؑ

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ادا کرتی ہوں جو بڑا مہربان ہے۔ مومنین آغاز کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جس نے یہ موقع عطا کی، پھر جناب زینبؑ کا نام لیتی ہوں۔ جناب زینبؑ حضرت رسولؐ خدا و خدیجہ الکبریٰ کی نواسی اور حضرت ابوطالبؑ اور فاطمہؑ بنتِ اسد کی پوتی، حضرت علیؑ و حضرت فاطمہ زہراؑ کی بیٹی، امام حسن و امام حسین علیہم السلام کی حقیقی اور حضرت عباس جناب حنیفہ کی علاتی بہن تھیں۔

اس سلسلہ کے پیش نظر جس کی بالائی سطح میں حضرت حمزہ، حضرت جعفر طیار، حضرت عبدالمطلب اور حضرت ہاشم بھی ہیں۔ اِس بی بی کی عظمت بہت نمایاں اور بلند ہے۔ جس طرح آباؤ اجداد، ماں باپ، بہن بھائی بے مثل و بے نظیر ہیں اسی طرح یہ بی بی بھی بے مثل و بے نظیر ہے۔ خدا نے اس بی بی کو جن خاندانی صفات سے نوازا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ میں یہ کہوں کہ جس طرح علیؑ و بتولؑ کے فرزندان لاجواب ہیں اُسی طرح اُن کی بیٹی بھی لاجواب ہیں۔ بے شک بی بی زینبؑ معصوم بالذات نہیں مگر معصوم بالفعل ہیں۔ میں اس بی بی کا ذکر کرتی ہوں جس کو اُخت الحسین شریکۃ الحسینؑ

عقیلہ بنی ہاشم، عابدہ، زاہدہ، وکیلہ، عون ومحمد کی ماں، عباس علمدارؑ کی آقازادی، ثانیِ زہراؑ، ملکہ کونین، ملکہ شام، مسافرۂ شام، فاتح شام، اسلام کی رہبر، اسیرِ شام، بابا علیؑ کی زینت کہتے ہیں۔ جناب زینبؑ کا نام خدا نے خود تجویز فرمایا۔

حضرت زینبؑ کی ولادت

حضرت زینب سلام اللہ علیہا ۵ جمادی الاوّل ۶ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ وقت ولادت وارد ہے کہ جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا متولد ہوئیں اور اس کی خبر رسولؐ خدا کو پہنچی تو حضرت رسولؐ خدا فوراً جناب فاطمہ زہراؑ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے میری جان فاطمہؑ! مبارک ہو بچی کو میرے پاس لاؤ۔ جب بی بیؑ کو نانا کے پاس لایا گیا تو آپؐ نے بچی کو سینے سے لگایا اور بی بیؑ کے رخسار پر رخسار رکھ کر بے پناہ گریہ کیا یہاں تک کہ آپؐ کی ریش مبارک تر ہوگئی۔ جناب سیدہ نے عرض کیا: بابا جان آپ کو خدا کبھی نہ رُلائے آپ کیوں رو پڑے؟ ارشاد ہوا کہ: ''اے میری پارۂ جگر! میری یہ بیٹی تیرے بعد متعدد تکلیفوں اور مختلف مصائب میں مبتلا ہوگی''۔ جناب سیدہ یہ سن کر رونے لگیں اور اُنہوں نے پوچھا کہ اس کے مصائب پر گریہ کرنے کا کیا ثواب ہے؟ فرمایا: ''وہی ثواب ہوگا جو میرے بیٹے حسینؑ کے مصائب سے متاثر ہونے والے کا ہوگا'' اور مسلسل رو رہے ہیں، بی بی سیدہؑ حیران ہیں کہ باباؐ جان بچی کے آنے سے اتنے رو رہے ہیں کہ کبھی پہلے نہ روئے تھے۔ خدا نے حکم دیا: جبرائیل! جلدی جاؤ میرے حبیبؐ کے گھر، اس کے ہاں ایک بچی کی آمد ہوئی ہے میری طرف سے میرے محبوب کو مبارک باد دینا۔ جب جبرائیلؑ بی بی سیدہؑ کے گھر آئے تو دیکھا کہ حضورِ کائناتؐ بچی کو ہاتھوں پر اُٹھائے اس کا ماتھا، کبھی

رخسار، کبھی بازو، کبھی ہاتھ چوم رہے ہیں اور گریہ کر رہے ہیں۔ جبرائیلؑ نے یہ منظر دیکھا تو حیران رہ گئے، سلام کے بعد حضورؐ کو مبارک باد دی کہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ مبارک ہو آپ کے گھر بیٹی آئی ہے۔ محمدؐ نے جبرائیلؑ کو جواب میں مبارک کا جواب دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ سے کہنا کہ آپ کا شکریہ۔ جبرائیلؑ واپس چلے گئے تو حضرت محمدؐ اُسی طرح رو رہے ہیں۔ بی بی سیدہؑ حیران ہیں، فضہ بھی پریشان ہیں کہ آقا اتنے کیوں رو رہے ہیں؟ اتنے میں جبرائیلؑ واپس آ گئے اور رب جلیل کا پیغام لے کر سلام کے بعد عرض کرتے ہیں: ''اے اللہ کے پیارے رسولؐ! میں اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں، خدا ارشاد فرما رہا ہے کہ میرے حبیب! سے کہہ دو کہ کیوں رو رہے ہو؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ تمہارا دین، میری توحید بچانے والی بیٹی میں نے تمہیں دی ہے، خوشی کا اظہار کرو۔ تیرا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے تو سرورِ کائناتؐ نے روتے ہوئے جبرائیلؑ! سے ارشاد فرمایا: ''اے جبرائیلؑ! میں جانتا ہوں میری اِس بیٹی نے کتنے دُکھ سہے ہیں، کتنی تکلیفیں برداشت کرنی ہیں۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ کس کس جگہ اس نے جانا ہے، کیا کیا دیکھنا ہے۔ روتا اس لئے ہوں کہ میری نواسی میری خاطر کتنے دُکھ برداشت کرے گی''۔ تو جبرائیلؑ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ کے رسولؐ! اس بچی کا نام زینب رکھو!'' بمطابق بچی کا نام رکھا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ زینب عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بہت زیادہ رونے والی کے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ لفظ زین اور اَب سے مُرکب ہے یعنی باپ کی زینت پھر کثرت استعمال سے زینبؑ ہو گیا۔

بی بیؑ کی ولادت پر حضرت علیؑ کا تاثر

حضرت زینبؑ کی ولادت پر جناب سلمان فارسیؓ نے مولا علیؑ بادشاہ کو

مبارک باد دی تو آپؐ رونے لگے اور آپؐ نے حالات و واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمانے لگے جن سے جناب زینبؑ دوچار ہونے والی تھیں۔ مولاءِ کائنات مسلسل رو رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی تو عطا کی مگر جو کچھ اس نے دیکھنا ہے یا جو مصائب و مصیبتیں اس نے جھیلنی ہیں یہ وقت بتائے گا۔

بچپن سے جوانی تک

جب اس بی بیؑ نے بولنا سیکھا تو جناب سیدہؑ نے اِن کی بہت اچھی تربیت کی، بہت خیال رکھا کہ میری بیٹی کبھی روئے نہیں۔ بی بیؑ جوں جوں بڑی ہوتی گئیں تو دُکھ ساتھ ساتھ بڑھتے گئے۔ بی بی زینبؑ ماں کے ساتھ گھر کے کام کاج میں بھی ہاتھ بٹاتی، نماز بھی باقاعدگی سے ادا کرتیں، قرآن بھی پڑھتیں، ماں کا ہر طرح سے خیال رکھتیں۔ نانا کی جان جب مولا حسنؑ دُنیا میں آئے تو بی بی بہت خوش تھیں حالانکہ ساتھ بہن کلثومؑ بھی تھیں مگر نجانے بھائیوں سے اتنا پیار؟ جب مولا حسنؑ آئے تو بھائی کا بہت زیادہ خیال رکھتیں۔ بادشاہ کی بیٹی کو کبھی یہ خیال نہ آیا کہ کوئی ایسا وقت ہوگا کہ بھائی نہ ہوں گے۔

حسنؑ کے بعد حسینؑ کا ظہور ہوا تو بی بیؑ بے انتہاء خوش تھیں، ہر وقت بھائی کے جھولے کے پاس بیٹھی رہتیں۔ ایک دن رسولِ خداؐ تشریف لائے اور رونے لگے، جناب سیدہؑ کہتی ہیں: بابا جان! کیوں رو رہے ہیں؟ تو فرمانے لگے: ''بیٹی فاطمہؑ! میں زینبؑ اور حسینؑ کا پیار دیکھ کر رو رہا ہوں، مجھے کوئی وقت رُلا دیتا ہے''۔ مولا علیؑ بادشاہ اپنی بیٹی کی آواز سے ناواقف تھے، کبھی زینبؑ عالیہ اونچی آواز میں بات نہیں کرتی تھیں، بس گھر میں مصلیٰ عبادت پر یا ماں کے ساتھ گھر کا کام کاج کروا دیتی تھیں۔ ہر

چیز سے ناواقف تھیں چلنے سے، بولنے سے۔ وہی بی بیؑ نجانے کتنے میل پیدا چلتی رہی اور خطبے پڑھتی رہیں، بھائی کے بے گناہ ہونے کی گواہی دیتی رہیں۔

ناناؐ کی وفات کے بعد

۲۸ صفر المظفر ۱۱ ہجری کو جب سرورِ کائناتؐ دُنیا سے پردہ کر گئے تو اِن ماں بیٹی پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ جناب سیدہؑ ہر وقت اپنے باباؐ کو یاد کر کے روتیں تو بیٹی زینبؑ بھی ساتھ روتیں۔ رسولؐ خدا کے بعد اُمت رسولؐ نے اپنے پر پُرزے نکالنے شروع کر دیئے۔ جب جناب سیدہؑ اپنا حق جس کی وہ وارث تھیں کیونکہ حضور کی اکلوتی اولاد فاطمہؑ تھیں جو باغِ فدک کی مالک تھیں، اپنا حق طلب کرنے کے لئے اپنے ساتھ دو گواہ بیٹا حسنؑ اور حسینؑ بنا کر لے گئیں۔ بی بیؑ سیدہؑ کے گھر کا فاصلہ اور دربار کا فاصلہ (دربار مسجد نبویؐ) ۷۰ قدم کا تھا۔ بی بی سیدہؑ جیسے گھر سے چلیں تو سلمان فارسیؓ، فضہ کنیز اور کنیزان فاطمہؑ ساتھ تھیں۔ بی بی سیدہؑ کے سر پر رِدا موجود تھی ہاتھ بھی آزاد تھے، راستے میں کوئی موڑ کوئی بازار نہ تھا، چھتوں پر عورتیں پتھر مارنے والی نہ تھیں۔ بی بی سیدہؑ کے گھر کا فاصلہ دربار تک ستر قدم کا تھا تو گھر سے دربار تک ۳ گھنٹے لگے تو بیٹی زینبؑ کے سفر پر غور کریں! افسوس بازار اور دربار میں فاصلہ ستر قدم تھا مگر ۴۸ گھنٹے لگے۔ سلام میرا اور میری سنگت کا اس بی بیؑ پر جس کے بھائی کی متقل گاہ سے خیمہ گاہ تک ستر قدم کا فاصلہ تھا۔ مومنین بی بی سیدہؑ جب دربار میں اپنا حق طلب کرنے کو گئیں تو حق بھی نہ ملا بلکہ باباؐ کی سند کے پرزے چُننے والا سلمان فارسیؓ تھا، بی بیؑ کو سنبھالنے والی فضہ تھیں ساتھ دو بیٹے تھے مگر زینبؑ ہائے افسوس! کہ ہاتھ بندھے تھے، جب گرتی تھیں تو کوئی اُٹھانے والا نہ تھا۔

جناب زہراءؑ جب گھر واپس آئیں تو بیٹی زینبؑ مصلّیٰ پر عبادت خدا میں اتنی محو تھیں کہ ماں جب دیوار کا سہارا لے کر سامنے آئیں تو زینبؑ نے دیکھا کہ کوئی ضعیفہ گھر میں داخل ہوئی ہے۔ بی بیؑ فوراً اُٹھیں اور پوچھا کون ہو؟ جب قریب آئیں تو دیکھا کہ جناب زہراءؑ کے سر کے بال سفید ہو گئے تھے، ایک ہاتھ بی بیؑ کا حسنین علیہم السلام کے کاندھے پر اور دوسرا ہاتھ پہلو پر۔ بی بی عالیہؑ حیران و پریشان ہو کر کہتی ہیں: ''اماں آپ واپس آ گئیں؟'' تو جناب زہراءؑ کہتی ہیں زینب جلدی سے مجھے اندر لے چلو۔ جب بی بیؑ ماں کو اندر لے کر گئیں تو کہتی ہیں: ''اماں آپ تو دربار گئیں تھیں کیا دربار ایسے ہوتے ہیں، جب آپ گھر سے چلیں تو آپ کے سر کے بال کالے تھے، کمر جھکی ہوئی نہ تھی مگر کیا ہوا؟'' بی بی زہراءؑ رو کر کہتی ہیں: ''زینبؑ یہ تو صحابیوں کا دربار تھا، یہ تخت یہ منبر میرے باباؐ کا تھا۔ زینبؑ! اب جو میں دیکھ آئی ہوں کہ نہ یہ اُمت تم کو وطن پر رہنے دے گی اور نہ ہی تمہارے بھائی کی زندگی۔ زینبؑ وقت حاکم میرے سامنے حسینؑ کے قتل اور تیری قید کی لِسٹ تیار کر رہا تھا۔ اس کے بعد جناب زہراءؑ کچھ دن زندہ رہیں، بیٹی روتی رہی ماں کے دُکھ سنتی رہی۔ ایک دن ماں بیٹی دونوں رسولؐ خداؐ کی قبر پر گئیں بی بی سیدہؑ نے شکایت کی: ''باباؐ جان آپ کی اُمت نے آپؐ کے بعد میرے ساتھ بہت برا سلوک کیا، باباؐ جان! میں دربار میں دیکھ آئی ہوں حاکم وقت آپؐ کے منبر پر بیٹھ کر میرے بیٹے حسینؑ اور بیٹی زینبؑ کے بارے میں جو کچھ لکھ رہا تھا۔ باباؐ زینبؑ کے لئے دُعا کرنا!

بی بی زینبؑ کی شادی

بی بی زینب سلام اللہ علیہا کی شادی مبارک حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار سے

ہوئی جو آپ کے چچازاد تھے۔ آپ کی اولاد میں چار فرزند دو بیٹیاں تھیں۔ فرزندان کے نام: عون، محمد، علی، عباس، جبکہ بیٹیوں کے نام: ایک بیٹی کا نام تاریخ میں وارد ہے جبکہ دوسری بیٹی کا نہیں۔ حضرت اُم کلثومؑ آپؑ کی بیٹی کا نام تھا۔

ماں کی وفات کے بعد

جب جناب سیدہؑ کو باباؐ کی جدائی نے نڈھال کیا تو ایک دن بی بی سیدہؑ کو رسولؐ پاک خواب میں آئے اور فرمایا: ''بیٹی غم نہ کرو کل تم میرے پاس ہوگی'' تو بی بی سیدہؑ نے جب اپنا خواب اپنی بیٹی زینب سلام اللہ علیہا سے بیان کیا تو بی بیؑ نے رونا شروع کیا اور مسلسل ماں کو دیکھتی رہیں اور روتی رہیں۔ جب بی بیؑ کا وقت آخر قریب آیا تو جناب سیدہؑ نے بیٹی کو پاس بلایا اور کچھ وصیت کی: ''کہا بیٹی اپنے بھائیوں کو بلاؤ! جب بی بی زینبؑ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو بہن کلثومؑ کو ماں کے پاس بلایا اور کہا بیٹی فضہ کو بھی بلاؤ! جب سارے جمع ہو گئے تو جناب سیدہؑ نے اپنی بیٹی کو کہا: ''زینب میں ایک رات کی مہمان ہوں، تم نے ساری زندگی اپنی ماں کے ساتھ دُکھوں میں گزاری۔ میں آج تمہیں چند کام سونپ کر جا رہی ہوں۔ سب سے پہلا کام یہ ہے کہ میرے بعد فضہ جو میری کنیز ہے مگر میرے باباؐ نے اسے بیٹی جیسا سمجھا تم اسے ماں جیسا سمجھنا، کبھی اس کو کوئی تکلیف نہ ہو، میرے حصے کا جو کام ہے اب تم نے کرنا ہے اور فضہ کے حصے کا کام فضہ خود کریں گی، فضہ کا بہت خیال رکھنا اس سے کبھی منہ نہ موڑنا اس لئے کہ تم میری بڑی بیٹی ہو اور سب سے زیادہ تاکید کرتی ہوں میری حسینؑ کا خیال کرنا کیونکہ حسین کو پیاس بہت زیادہ لگتی ہے، رات کو جاگ کر میرا حسینؑ پانی پیتا ہے، بہت خیال کرنا زینبؑ! بیٹی دونوں بھائیوں کا خیال اسی طرح رکھنا جیسے میں

رکھتی تھیں۔

امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر جناب زینب سلام اللہ علیہا کے ہاتھ میں اور حسن کا ہاتھ پکڑ کر بی بی کلثومؑ کے ہاتھ میں بی بی سیدہؑ رونے لگیں اور فضہ سے فرمانے لگیں: ''فضہ تم میری بیٹی کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ اب ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے اور ساتھ ذمہ داری بھی زیادہ بڑھے گی۔ نہ یہ بابا علیؑ کے سامنے بول سکتی ہیں نہ اُٹھتی ہیں۔ جناب زینبؑ روتے ہوئے ماں کا ماتھا چوم کر کہتی ہیں اماں! آپ بیٹیوں کو بیٹوں کا خیال رکھنے کو کہتی ہیں، آپ اتنے کام سونپ کر جا رہی ہیں میرے لئے دُعا کرنا میں اس امتحان سے نکل سکوں۔

جناب سیدہ کی وفات کے کچھ دن بعد شب جمعہ کو امیر المومنین حضرت علیؑ جناب سیدہؑ کی قبر پر قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ یک دم قبر پھٹ گئی اور ندا آئی یا علیؑ! آپ یہاں ہیں گھر میں زینبؑ سو گئی ہے اور میرے حسینؑ کو پیاس لگی ہوئی ہے آپ فوراً گھر جائیں۔ جب امیر المومنین علیؑ گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ بیٹی زینبؑ سوئی ہوئی ہے اور حسینؑ پانی مانگ رہے ہیں تو مولا علیؑ کی ریش مبارک تر ہو گئی سوچا بیٹی کو جگا دُوں، نجانے کون سا وقت مولاؑ کو رُلا رہا تھا جب پانی کا برتن اُٹھایا پھر دل میں خیال آیا کہ آج میں حسینؑ کو پانی پلا دیتا ہوں تو بیٹی سمجھے گی کہ بھائی نے پانی نہیں مانگا۔ مولاؑ نے آہستہ سے بی بی زینبؑ کو آواز دی بی بی زینب سلام اللہ علیہا فوراً اُٹھیں، دیکھا بابا رو رہے ہیں پوچھا بابا جان! ''آپ رو رہے ہیں اور اس وقت مجھے جگانے کا سبب کیا ہے؟'' مولاؑ نے فرمایا: ''بیٹی تم سو رہی ہو ماں قبر میں بے چین ہے حسینؑ کو پیاس لگی ہوئی ہے''۔ بی بی عالیہؑ فوراً اُٹھیں پیالے میں پانی بھرا بھائی حسینؑ کے پاس گئیں کہا اُٹھو حسینؑ پانی پیو، جب مولا حسینؑ اُٹھے بہن پانی لیئے کھڑی ہیں،

ایک ہاتھ میں پانی ہے دوسرا ہاتھ بھائی کے قدموں میں۔ روتے ہوئے بولیں بھائی حسینؑ مجھے آج معاف کر دینا! بہن سو گئی تھی اور آپ پانی مانگتے رہے، آج میں زینبؑ باباعلیؑ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں جب تک زندہ ہوں رات کو کبھی نہیں سوؤں گی۔

کاش کربلا میں اتنی بے بس نہ ہوتی کہ بھائی کو پانی پلا سکتی مگر اللہ کی بقاء کے لئے خاموش رہیں۔ اگر پانی طلب کرتی تو کربلا کی زمین پانی بن جاتی کیونکہ علیؑ شہنشاہ کی بیٹی نے کبھی سوال نہ کیا تھا پانی کے لئے کیسے کرتیں؟ اس اللہ کی رضا اور بقاء شامل تھی۔

باباعلیؑ کی شہادت کے بعد

۱۹ رمضان المبارک کو ضرب لگی، ۲۱ رمضان ۶۰ ہجری کو بی بی زینبؑ بابا سے جدا ہو جاتی ہیں۔ جب مولاء کائنات کو ضرب لگی بی بیؑ مصلیٰ پر عبادتِ خدا میں مشغول تھیں دونوں بہنیں موجود تھیں کہ یک دم جبرائیلؑ نے ندا دی کہ کائنات کے امیر قتل ہو گئے ہیں، مولاعلیؑ مشکل کشاء قتل ہو گئے۔ مولاعلیؑ کی شہادت سے پہلے مولاعلیؑ شہنشاہ کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تو مولا نے مدینہ چھوڑا اپنے بچوں کو ساتھ لے کر مولا کوفہ میں آ گئے۔ جب مدینے سے چلنے لگے تو مولاء کائنات نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ عشاء کے بعد سفر شروع کرنا ہے۔ مولاعلیؑ نے حضرت عباسؑ ابن علیؑ سے کہا کہ عباسؑ تمام شہر میں منادی کر دو کہ شہر سے کوئی آدمی اپنے گھر سے باہر نہ آئے آج علیؑ و بتولؑ کی بیٹیاں گھر سے باہر پہلی بار آ رہی ہیں بس مومنین! باباؑ کے کہنے پر منادی ہو گئی، اُونٹ تیار ہو گئے پردہ بنایا گیا عباسؑ ابن علیؑ نے پردہ بنایا جو کہ پردے کے ضامن تھے آج اُن کی آقا زادیاں پردیس جا رہی ہیں۔ افسوس! مولاعلیؑ آپؑ اس وقت

کہاں تھے جب زینبؑ کا پردہ لُٹا، نہ عباسؑ تھے نہ حسنؑ نہ حسینؑ۔

جب مولا علیؑ کوفہ آئے تو تمام کوفے کی عورتوں کو بی بی زینبؑ عالیہ قرآن پاک کا درس دیتیں، کئی عورتیں امیر المومنینؑ کو خط لکھ کر بی بی زینبؑ کی زیارت کی درخواست کرتیں۔ جب اُن عورتوں کے خط آتے مولا اپنی بیٹی زینبؑ سے فرماتے: ''زینب کچھ عورتیں آپ کو دیکھنے کا شوق رکھتی ہیں آپ کی زیارت کرنا چاہتی ہیں'' جب بی بیؑ کہتیں بابا جان آپ اجازت دے دیں تو مولا بے ساختہ رونے لگتے اور ساتھ ساتھ اپنی بیٹی کو یہ تلقین کرتے: ''زینبؑ جب تم دوبارہ کوفہ آؤ گی یہی عورتیں تمہیں پتھر ماریں گی''۔ ایک شام مولا عباس علمدارؑ سے فرماتے ہیں: ''بیٹا عباسؑ! آج اپنی بہنوں کو کوفہ شہر کی سیر کرا دو مولا رو بھی رہے تھے اور بیٹوں کو بتا بھی رہے ہیں، بی بیؑ بابا سے رونے کا سبب دریافت کرتی ہیں تو ٹال دیتے ہیں۔ جب اُونٹ تیار کر لیے گئے تمام کوفہ شہر میں منادی ہوگئی کہ گھر سے باہر کوئی نہ آئے کوفہ کے گورنر امیر المومنین علیؑ بادشاہ کی بیٹیاں سیر کے لئے کوفہ شہر آ رہی ہیں محافظ ساتھ ہیں۔ مولا نے راستے میں جناب زینبؑ کو ہر گلی ہر موڑ ہر چوک کا بتایا جب کوفے کا صدر بازار آیا تو مولا کہتے ہیں کہ یہاں بیٹا اُونٹ روک لو! جب اُونٹ رُک گئے تو مولاء کائنات اپنی بیٹی زینبؑ کے پاس آئے اور کہا بیٹا زینبؑ! ''ہر ایک چوک ہر موڑ ذہن میں رکھنا یہ ہے صدر بازار شاید کبھی یہاں سے گزر کرنا پڑے''۔ بی بیؑ رونے لگیں، کہا: ''بابا جان! میں تو علیؑ شہنشاہ کی بیٹی ہوں میں کیوں اس بازار میں آؤں گی'' تو مولا علیؑ نے روتے ہوئے بیٹی سے کہا: ''بیٹی زینبؑ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی شاید میری بادشاہی تو چند دنوں کی ہے'' مولا اپنی بیٹی کو ہر بات بتاتے رہے۔

﴿قَدْ قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن﴾ کی صدا نے زینبؑ کا کلیجہ ہلا کر رکھ دیا۔ بہن

کلثومؑ کو کہتی ہیں بہن یہ کیا آواز آرہی ہے تو جناب کلثومؑ کہتی ہیں بہن زینبؑ ہم یتیم ہو گئے، ہمارے بابا قتل ہو گئے۔ بی بیؑ نے دروازہ کی طرف دیکھا اور کہا اماں فضہ! جلدی مسجد چلو دیکھو میرے بابا قتل ہو گئے ہیں۔ مولاء کائنات کو بیٹے چارپائی پر لٹا کر گھر لا رہے تھے، جب گھر قریب آیا تو امیر المومنینؑ امام حسنؑ سے کہتے ہیں: ''بیٹا حسنؑ میرے صحابیوں سے کہو کہ یہ گھر چلے جائیں ان کا علیؑ شکریہ ادا کرتا ہے کیونکہ میری بیٹی رو رہی ہوں گی اُن کے رونے کی آواز کہیں کسی کے کان میں نہ پڑے۔ افسوس مولا! جب کربلا میں شام غریباں آئی آپؑ کہاں تھے؟ آپؑ کی بیٹی کی آواز شمر ملعون نے سنی ہو گی۔ کاش مولاؑ! آپؑ وہاں موجود ہوتے آپ کی بیٹی سر برہنہ جنگل میں بھائی کے بچے تلاش کرتی رہی، شام کے دربار میں خطبے پڑھتی رہی، اِسی بیٹی کی آواز نے پورے شام کو ہلا کر رکھ دیا۔ جب مولا علیؑ کو گھر لایا گیا آقازادی نے باباؑ کے پاس آ کر پہلا سوال کیا: ''کیا بابا جان اس لئے آپ مجھے کوفہ شہر کا بازار و دربار دکھا رہے تھے، بابا جان آپ کی بیٹی تو ماں زہراءؑ کے بعد ٹوٹ گئی ہے آپ اتنی ذمہ داریاں سونپ کر جا رہے ہیں'' مولا علیؑ نے کہا: ''فضہ زینبؑ سے کہو میں نے سنا ہے میری بیٹی قرآن بہت خوبصورت آواز میں پڑھتی ہے ذرا اُونچی آواز میں قرآن کی تلاوت کرے'' فضہ نے زینبؑ سے کہا: ''بی بیؑ بابا کا دل چاہتا ہے قرآن تو سنائیں'' حضرت زینبؑ نے جب قرآن پڑھنا شروع کیا تو امیر المومنینؑ کی ریش آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ مولا کہتے ہیں ''بس زینبؑ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم خطبہ بھی پڑھ سکو گی''۔

مولا علیؑ ۲۱ رمضان المبارک کو جب دُنیا سے پردہ کرنے لگے تو امیر المومنینؑ تمام اولاد کو جمع کر کے فرماتے ہیں کہ زینبؑ تم سارے بہن بھائیوں سے بڑی ہو

میرے پاس آؤ جب بی بی زینبؑ بابا کے پاس آئیں تو مولا نے امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر بی بی زینبؑ کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ حسین کا کبھی ساتھ نہ چھوڑنا اس کا ہر طرح سے خیال رکھنا جب کربلا میں ضرورت پڑے تو اپنی نسل تک قربان کر دینا۔ عباس علمدارؑ کا ہاتھ بھی اسی طرح پکڑ کر مولا کہتے ہیں یہ حسین کے قافلے کا سالار ہو گا اور تمہارے پردے کا ضامن، امام حسنؑ کا ہاتھ بھی بی بی زینبؑ کے ہاتھ میں دیا۔ بی بی رو کر کہتی ہیں بابا جان بیٹیاں تو بیٹوں کو ماں باپ سونپتے ہیں آپ نے بیٹی کے ہاتھ میں بھائیوں کے ہاتھ دیئے۔ مولاؑ مسلسل رو رہے تھے۔ جناب زینبؑ کا کیا حال ہے سر کے بال کھلے ہوئے ہیں دو زانو ہو کر زمین پر بیٹھی ہیں آہستہ آہستہ کہہ رہی ہیں: ''اللہ میرے باپ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا ہے، ماں کا سایہ بھی اُٹھ گیا، ناناؐ بھی ساتھ چھوڑ گئے ہیں اب زینبؑ تنہا کیا کرے گی؟ پرایا دیس ہے پرایا وطن ہے یہاں کوئی اپنا نہیں زمانہ دشمن ہو گیا ہے۔ پالنے والے! حوصلہ عطا کر اور مجھے صبر دے تا کہ میں اس امتحان سے نکل سکوں''۔

بھائی حسنؑ کی شہادت کے بعد

مدینہ منورہ میں امام حسنؑ ایام حیات گزار رہے تھے کہ الیونیہ نے پھر دلالہ بادشاہ مروان جعدہ بنت اشعث سے سلسلہ جنبائی شروع کر دی اور زہر ہلاہل دے کر امام حسنؑ کا کام تمام کرنے کی خواہش کی۔ امام حسنؑ اُس سے بدگمان ہو چکے تھے اس لئے اس کی آمدورفت بند تھی۔ اس نے ہر چند کوشش کی لیکن موقع نہ مل سکا۔ بالآخر شب ۲۸ صفر ۵۰ ہجری کو وہ اس جگہ پہنچی جس مقام پر امام حسنؑ آرام فرما رہے تھے آپؑ کے قریب زینبؑ وکلثومؑ بھی سو رہی تھیں۔ جُعدہ پانی میں زہر ملا کر خاموشی سے واپس

چلی گئی جو امام حسنؑ کے سرہانے تھا۔ امام حسنؑ کی آنکھ کھل گئی آپ نے جناب زینبؑ کو جگایا اور کہا: "بہن میں نے ابھی ابھی ناناؐ جان کو خواب میں دیکھا فرما رہے تھے اے حسنؑ کل رات تم ہمارے پاس ہو گے۔ اس کے بعد امام نے وضو کیا اور خود سرہانے پڑا پانی اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر پی لیا اور پی کر فرمایا: "اے بہن زینبؑ! ہائے یہ کیسا پانی تھا جس نے میرے حلق سے ناف تک ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے" اس کے بعد امام حسینؑ کو اطلاع دی گئی۔ اس کے بعد امام حسنؑ کو خون کی قے آئی اور آپ کے جگر کے ستر ٹکڑے طشت میں آ گئے۔ زینبؑ کا یہ حال ہے کبھی بھائی کو دیکھتی ہے کبھی جگر کے ٹکڑوں کو۔ امام حسنؑ امام حسینؑ سے پوچھتے ہیں بھائی میرے چہرے کا رنگ کیسا ہے؟ فرمایا: سبز۔ آپ نے فرمایا کہ: حدیث معراج کا یہی متقضی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ مولا حدیث معراج کیا ہے؟ فرمایا: شب معراج میرے ناناؐ نے دو قصر ایک زمرد کا اور ایک سرخ یاقوت کا دیکھا تو پوچھا کہ اے جبرائیل یہ دو قصر کس لئے ہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا: ایک حسنؑ کے لئے دوسرا حسینؑ کے لئے۔ پوچھا دونوں کے رنگ میں فرق کیوں ہے؟ کہا: حسنؑ زہر سے شہید ہوں گے، حسینؑ تلوار سے شہادت پائیں گے۔ اس کے بعد دونوں بھائی رونے لگے۔ زینبؑ بھائی کا منہ چوم کر رو رہی ہیں۔

افسوس کربلا میں پانی نہ تھا، کوئی دلاسہ دینے والا نہ تھا نہ بہن بھائی کی مدد کر سکتی تھیں۔ مولا حسنؑ تو اپنے وطن میں اپنے گھر میں تھے۔ مولا افسوس مسافر حسینؑ پر جس کی لاش پر کوئی رونے والا نہ تھا۔ بھائی کے جنازے پر تیر لگے زینبؑ اپنے ہاتھوں سے تیر نکالتی رہیں، کبھی نہ گھبرانے والی بہادر خاتونِ جنت کی بیٹی ناناؐ کا وصال ہوا تو روتی رہی مگر خاموش ماں کی جدائی میں روتی رہی مگر خاموش رہی۔ بابا علیؑ کو ضرب لگی شہادت ہوئی روتی رہیں مگر خاموش۔ امام حسنؑ کو زہر ملا روتی ہیں مگر خاموش۔ ہر غم ہر

دُکھ خاموشی سے برداشت کرتی رہیں اور روتی ہیں۔ کبھی نہ شکوہ کرنے والی علیؑ کی بیٹی نجانے اتنے دُکھ، اتنے غم زینبؑ کے حصے میں کیوں آئے، کیا اللہ کو پسند تھا؟

مولا علیؑ کی بہادر بیٹی جو قرآن پڑھ رہی تھی کہ سر سے چادر ایک طرف ڈھلک گئی تو سورج نہ چڑھا، جس کی حیاء سے سورج نہ چڑھا نجانے کیسے وہ بے پردہ شام کے بازاروں میں چلی۔ ایک ذاکر کا بیان ہے کہ وہ مجلس پڑھ رہا تھا، جب بی بی زینبؑ کا بے رِدا بازار جانا اس نے بیان کیا تو ایک سیّد مومن روتا ہوا اسٹیج پر آ گیا اور کہنے لگا ذاکر صاحب یہ تو پوچھو اللہ سے کہ اتنے دُکھ اتنی تکلیف زینبؑ کے حصے میں لکھنی تھیں تو اللہ نے علیؑ بادشاہ کو بیٹیاں کیوں دیں؟ سارے بیٹے دے دیتا۔ مولا علیؑ بادشاہ کی بہت بہادر بیٹی کبھی نہ گھبرانے والی بیٹی ساری زندگی دُکھوں کو برداشت کرتی رہی۔ اِس بی بی کو اپنے بھائی حسینؑ سے بے انتہاء محبت تھی۔ بی بی کبھی بھائی کو آنکھوں سے اوجھل نہ کرتیں۔ شوہر کا خیال، بچوں کا خیال رکھتیں مگر اپنے بھائی حسینؑ کی طرف سے ہر وقت فکر مند رہتیں تھیں اور کبھی کسی پر بھروسہ نہ کرتیں۔

۲۸ رجب مدینہ سے روانگی

نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسینؑ جگر گوشۂ بتولؑ اپنے اہل بیت کو لے کر ۲۸ رجب المرجب مدینہ سے روانہ ہونے لگے تو بی بی زینبؑ بنت علیؑ کے پاس گئے اور فرمایا: بہن آج ہم نانا کا وطن چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ اپنے شوہر حضرت عبداللہ سے اجازت لے لیں! بی بیؑ جب شوہر کے گھر آئیں تو جناب زینبؑ کے شوہر بستر بیماری پر تھے بی بیؑ نے دیکھا کہ شوہر آرام فرما رہے ہیں تو بی بی زینبؑ اپنے بچوں کو لے کر خاک پر بیٹھ گئیں۔ حضرت عبداللہ نے دیکھا خاتونِ جنت کی بیٹی خاک پر بیٹھیں ہیں تو

آئے گی وہ شامِ غریباں ہو گی، شمر تمہارے گوشوارے چھین لے گا تمہیں طمانچے مارے گا مگر میری بیٹی مجھ سے وعدہ کرو تم کبھی اپنی ماں اور پھپھیوں کو تنگ نہیں کرنا جہاں جگہ ملے سو جانا، آج رات میرا سینہ ہے ادر تم ہو، آج کے بعد کبھی سینہ نہ ملے گا کبھی سینے پہ سونے کی ضدمت کرنا۔ بی بی زینبؑ اندر آئیں اور بھائی کے پاس بیٹھ گئیں اور بھائی کا منہ تکنے لگیں۔ بھائی حسینؑ آج رات آخرت ہے شاہد زندگی میں بھی ایسی رات نہ آئے گی۔ بہن بھائی کا گلا چومتی رہی بھائی بہن کے ہاتھ بازو سر کی رِدا چومتے رہے اور بی بی اپنے بچوں کو ماموں حسینؑ پر قربان ہونے کا سبق دیتیں رہیں۔ اپنے بچوں کو بھی پیار کرتیں مگر جب خیال آتا کہ کل بھائی نہ ہو گا، بے دردی سے مارا جائے گا نجانے بھائی کے بعد کیا گزرے گی، نجانے بھائی نے اگر پانی طلب کیا تو کہاں سے لاؤں گی؟ ماں سے کیا وعدہ، بھائی کی جدائی مسلسل رُلا رہی تھی۔

عاشور کا دن

۱۰ محرم کی صبح جب عاشور کا سورج نکلنے سے پہلے نماز کے بعد بی بی مصلیٰ سے اُٹھیں تو سیدھی بھائی کے خیمہ گاہ میں آئیں بے ساختہ بھائی کا گلہ چومنے لگیں دیکھا مولا عباس علمدارؑ سر جھکائے کھڑے رو رہے ہیں۔ بی بیؑ نے ایک نظر عباس علمدارؑ کی طرف دیکھا اور کہا بھائی میری رِدا! تو عباس علمدارؑ نے ہاتھ جوڑ کر کہا: آقا زادی جب تک یہ غلام زندہ ہے کسی کی کیا جرأت کہ آپ کے بھائی اور میرے آقا کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے اور آپ کی چادر کا میرا ذمہ ہے جب تک یہ ہاتھ سلامت ہیں کسی کی مجال کہ چادر کا نام بھی لے سکے۔ مولا حسینؑ حضرت عباس علمدارؑ کا ہاتھ پکڑ کر علی اکبرؑ کے ساتھ خیمے سے باہر چلے گئے باہر جا کر مٹی پر بیٹھ گئے اور کہا عباس! صبح

یوم ترویہ آپ نے مکہ کو ترک کیا۔ ۲ محرم بروز جمعرات آپ وارِد کربلا ہوئے۔ آپ کے گھوڑے نے چلنے سے انکار کر دیا، آپ نے چھ سواریاں تبدیل کیں جب کوئی سواری نہ چلی تو مولا حسینؑ نے گھوڑے سے اُترنے کو ترجیح دی۔ مولاؑ اُترے ایک ہاتھ میں مٹی اُٹھائی اس کو سونگھا اور بہن سے کہتے ہیں: زینبؑ ہمارا آخری ٹھکانا آ گیا ہے اس مٹی کو سونگھو! بی بیؑ نے مٹی کی خوشبو لی اور رونے لگیں۔ خیام لگ گئے، مولا حسینؑ نے بنی اسد کے لوگوں کو بلایا زمین خریدی ۶۰ ہزار دینار کی زمین خریدی گئی، آدھا حصہ بہن نے دیا اس لئے کہ یہ جاگیر اکبر کے نام کر دو۔ ۵ محرم کو نہر القماء سے خیام ہٹائے گئے، سات محرم کو پانی بند ہو گیا۔ اگر بھائی کے بچے پیاسے تھے تو بہن کے بچے بھی پیاسے تھے، اگر بھائی نے پانی نہیں پیا تو بہن بھی تو پیاسی تھی۔ عاشور کی شب آ گئی بھائی کی آخری رات۔ کاش! وہ رات زندگی میں بار بار آتی بی بیؑ کا بھائی قتل نہ ہوتا۔

عاشور کی رات جناب عباس علمدارؑ اور علی اکبرؑ پہرہ دے رہے تھے، سارے جوان، بوڑھے، بچے اور عورتیں عبادتِ خدا میں مشغول تھے، ہر کسی کو صبح ہونے کی فکر تھی۔ بھائی والی کا بھائی موجود بیوی کا شوہر موجود ماں کا بیٹا موجود، مگر ایک زینبؑ عالیہ تھیں جو صرف اپنے بھائی کو مسلسل دیکھ رہی تھیں۔ عبادت سے فارغ ہوتی تو بھائی کے خیمے میں چلی جاتیں جب کہ عون و محمد کو بھی صبح ہونے کی اور عاشور کا دن چڑھنے کے بعد شہادت کی تلقین کر رہی تھی۔ رات کے آخری پہر بی بی جب بھائی کے خیمہ میں گئیں تو بی بی نے عجیب منظر دیکھا کہ چھوٹی بتولؑ بی بی سکینہؑ بابا حسینؑ کے سینے پر لیٹی ہوئی ہیں، مولا حسینؑ رو رو کر بیٹی کا منہ چوم رہے ہیں اور ساتھ اپنی شہادت کا بتا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں بیٹی کل عصر کے وقت میں مارا جاؤں گا، کل جو شام

ہو گئی ہے شام سے پہلے جنگ ختم ہو جائے گی، مجھے فکر ہے تو بس زینبؑ کی نہ تم ہو گے نہ میں تو زینبؑ کہاں جائے گی؟ بھائی کو فکر بہن کی اور بہن کو فکر ہے بھائی کی۔ جنگ شروع ہو گئی تین دن سے پانی بند تھا بھوکے پیاسے جنگ لڑ رہے ہیں، بچے پیاس سے نڈھال ہیں ہر طرف سے العطش العطش کی آوازیں آ رہیں تھیں، کوئی کہتا تھا ماموں عباس پانی! کوئی کہتا تھا چچا عباس پانی! امام حسینؑ نے لوگوں کے اذہان میں انقلاب برپا کر دیا یہی وجہ ہے کہ ہر ایک روزِ عاشور قربان ہوا۔

حضرت زینبؑ کے فرزندان عون و محمد نے کم سنی کے باوجود ایسی جنگ لڑی کہ فرات پر قبضہ کر لیا مگر ماں کا حکم تھا کہ کبھی پانی نہ پینا جب تک میرے بھائی حسینؑ نہ پئیں۔ حضرت علی اصغرؑ، شہزادہ قاسم جو ماں کے سہارا تھے شہید ہو گئے۔ حضرت عباسؑ کے بازو جب قلم ہوئے تو جناب زینبؑ فوراً امام سجادؑ کے خیمہ گاہ میں آئیں اور فرمایا: سجادؑ! اُٹھو دیکھو میری چادر لٹ چکی ہے، میرا عباسؑ مارا گیا کیونکہ مولا عباسؑ کو جنگ لڑنے کی اجازت نہ تھی اگر جنگ کی اجازت ہوتی تو فوج شام کی کیا جرأت کے وہ زینبؑ کا نام لے۔ امام حسینؑ کے درمیانے بیٹے علی اکبرؑ کی شکل رسولؐ، پاک سے مشابہہ تھی جن کی ولادت پر جناب زینبؑ نے مبارک باد دی: بھائی مبارک ہو بیٹا ہوا ہے اللہ نے تمہیں نانا رسولؐ کا ہم شکل دیا ہے تو مولا نے عوض مبارک اپنی بہن کی گود میں اکبر ڈال دیا جن کو بی بی زینبؑ نے اٹھارہ سال تک برقوں میں پالا کہ کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ جس کو بی بی اپنا بیٹا کہتی تھیں جس کی بہن صغراء وطن میں بھائی کی راہ تکتی رہی۔

جب ہم شکل رسولؐ پاک کو شامیوں نے نیزے سے اُتارا تو زینبؑ کا بھائی ضعیف ہو گیا تھا آنکھوں کا نور ختم ہو گیا تھا کڑیل جوان بیٹے کی موت نے زینبؑ کے

بھائی کو غریب کر دیا تھا، جس بیٹے سے مولا حسینؑ کو اتنا پیار تھا زوارِ کربلا جو مولا حسینؑ کی زواری کرتے ہیں دیکھ کر آئے ہیں کہ مولا کی دائیں جانب اکبرؑ سو رہے ہیں۔ علی اکبرؑ کی قتل گاہ سے خیمہ گاہ کا فاصلہ بھی دیکھا ہو گا کہ بہت دُور بوڑھا باپ جوان بیٹے کی لاش کیسے اُٹھا کر لایا ہو گا۔ اس وقت زینبؑ کی حالت کیا تھی وہ تو خود خدا جانتا ہو گا کہ جس جی بقاء کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کر رہی تھیں، سارا دن بھائی لاشیں اُٹھاتا رہا اور بی بیؑ بھائی کے لئے دُعائیں کرتی رہیں۔ کبھی قاسمؑ کے ٹکڑے کبھی اکبرؑ کا لاشہ کبھی اصحاب کے لاشے کبھی عون و محمد کی تلاش کیونکہ بی بیؑ کے بیٹے جنگ لڑتے لڑتے بہت دُور نکل گئے تھے۔ ماموں حسینؑ کی جاگیر سے ۹ میل دُور عون و محمد کا مزار اقدس ہے۔

افسوس! نہ ماں کو قبر کی جگہ ملی نہ بیٹوں کو۔ جب عون و محمد نے زین چھوڑی تو آواز آئی ادرکنی یا اماں مدد کیجئے! تو مولا حسینؑ زخموں سے چور چور بدن سے اُٹھے تو زینبؑ نے کہا کہاں جا رہے ہیں؟ تو حسینؑ نے کہا: کہ عون کی آواز آئی ہے زینبؑ تیرا بیٹا قتل ہو گیا ہے تو بی بیؑ نے کہا ان کو چھوڑ دو جہاں اُترا ہے وہاں ہی سو جائے گا آپؑ میرے پاس آئیں تا کہ میں آپ کو جی بھر کے دیکھ سکوں۔ جب زینبؑ کے بھائی رخصت ہوئے تو نجانے کیسی قیامت تھی بی بی نے بھائی کو جی بھر کر دیکھا، حسینؑ بولے اجازت دے دو تو بی بی کا کیا حال تھا؟ اللہ کی مرضی! آخری قربانی فرزند فاطمہؑ نے دی اور ظالموں کا ظلم دیکھ کر رُوح انبیاء علیھم السلام بھی لرز گئیں۔

امام حسینؑ کو شہید کرنے کے لئے ہر ایک حربہ استعمال کیا۔ زینبؑ کا بھائی زخموں سے چُور چُور تھا اپنے بابا علیؑ کی طرح لڑتے رہے لوگوں کو حیران کر دیا۔ بہن کے بھائی کو کربلا کے رَن میں یہ آواز سنائی دی: ''اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ'' تو امامؑ نے تلوار نیام میں ڈال دی۔ پھر بھائی حسینؑ پہ ۹ لاکھ فوج نے یلغار

کی، کوئی تیر کوئی نیزہ کوئی تلوار کوئی پتھر مار رہا تھا جس کے پاس کچھ نہ تھا وہ مظلوم کے زخموں پر گرم ریت ڈالتا تو مولا حسینؑ کی صدا بلند ہوئی: ﴿ هل من بناصر ينصرنا ﴾ ''کوئی ہے جو غریب کی مدد کرنے والا'' تو زینب عالیہؑ جلدی سے خیمہ چھوڑ کر ٹیلہ زینبیہ پر آ گئیں قرآن مجید سر پر رکھے ستر قدم کے فاصلے پر بھائی تھا اور بہن جگہ کھڑی تھی اُس کو بابِ زینبیہ کہتے ہیں۔ میں گنہگار بذات خود وہ جگہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئی ہوں۔ بن بھائی کا فاصلہ ستر قدم کا تھا بی بی قرآن مجید اُٹھا کر کہتی ہیں نہ مارو میری ماں نے بہت مشکل سے پالا ہے۔ جناب زینبؑ کے بھائی کو تیرہ ضربیں لگ چکیں تو سر تن سے جدا ہوا۔ جناب زینبؑ کا بھائی جدا ہو گیا۔

افسوس جس بی بی نے وطن چھوڑا تو ناناؐ کے دین کی خاطر، قربانیاں دیں تو اللہ تعالیٰ کی بقاء کے لئے اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے، تھا اور رہے گا مگر اللہ کی پہچان کرانے کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بھیجا پھر رسولؐ اللہ کے گھر زہراءؑ کو بھیجا پھر علیؑ کو کعبہ میں اُتارا کس لئے؟ اکیلا اللہ تھا مگر اس کی پہچان کرانے والا کوئی نہ تھا مگر جب حسینؑ آئے، زینبؑ آئیں تو کربلا کا انتخاب کیا پھر حسینؑ سے اللہ نے وعدہ لیا کہ تم نے میری توحید رسولؐ کا دین بچانا ہے مگر ساتھ بہن نہ ہوتی تو یہ کام نہ ہو سکتا تھا۔ بھائی نے اللہ سے وعدہ کیا اور بہن نے بھائی سے وعدہ کیا اور ماں زہراءؑ سے بھی وعدہ کیا کہ میں تیرے حسینؑ کا نام، ناناؐ کا دین، اللہ تعالیٰ کی توحید بچاؤں گی چاہیئے میرا کچھ نہ بچے۔ مومن کرام امام حسینؑ کا سر تن سے جدا ہوا، شام غریباں آ گئی۔

شام غریباں

زینبؑ کا صبر اور حوصلہ دیکھیں بھائی کی شہادت کے بعد سرخ آندھی چلی جو پتھر اُٹھایا جاتا اس کے نیچے سے خون نکلتا، زمین کربلا کو زلزلہ آیا، آسمان پر سُرخی چھائی رہی اسی اثنا میں قاتلان حسین نے خیام حسینی کو لوٹنا شروع کر دیا۔ شمر ملعون نے بیمار امام سجادؑ کے نیچے سے بستر کھینچا امام زمین پر گر پڑے۔ ظالموں نے خیامِ حسینی کو آگ لگا دی جب لوٹ مار شروع کی تو جناب زینبؑ کی چادر بھائی پر قربان ہو گئی۔ بی بی سکینہؑ کو طمانچے لگے، گوشوارے چھین لئے گئے۔ جناب زینبؑ کی چادر شمر ملعون نے جب اُتاری تو بی بی نہر القماء کی طرف دوڑیں کہا بھائی عباسؑ! میری چادر لٹ گئی بھائی آپ کی آقا زادی سر عُریاں کھڑی ہے۔ چادر کا غم بی بی نے عباس علمدارؑ کو گلا دیا مگر اس میں اللہ تعالیٰ کی بقاء شامل تھی۔ بھائی حسین کی بقاء کی خاطر بی بی نے اپنی نسل تک ختم کر دی۔ بھائی پہ سب کچھ قربان کر دیا مگر بھائی نہ بچ سکا مگر بھائی کی بقاء کی خاطر بی بی نے اپنا گھر بار چار بیٹے قربان کر دیئے۔ جب چادر لٹنے کا وقت آیا تو بی بی نے کہا: ”میرے اللہ میں نے تیری بقاء کے لئے چادر بھی دے دی ہے، بھائی بھی قربان کر دیئے ہیں تو راضی رہنا“۔ شام غریباں کو زینب کی رِدا، قید کا سماں عجیب غربت کا سماں ہوتا ہے نجانے زینب نے کس طرح یہ سب برداشت کیا؟ بھائی سے اتنی محبت تھی کہ بھائی کا منہ دیکھتے کبھی نہ تھکتی تھیں۔ بچپن سے لے کر واقعہ کربلا تک بھائی کے ساتھ رہی ایک پل بھی بھائی سے جدا نہ ہوتی تھی مگر کربلا میں ظہر کے وقت بھائی کی جدائی نے بی بی کو ضعیف کر دیا تھا۔ شام غریباں میں بی بی نے کہا: ”اگر میرے بس میں ہوتی یا خودکشی حرام نہ ہوتی تو میں حسینؑ کے ساتھ مر جاتی“ مگر بھائی کے بعد جو

بیڑا بی بی نے اُٹھایا اسے اسلام کی تکمیل کرنی تھی اسلام بچانا تھا۔

چادر بھی لٹ گئی بھائی بھی مارا گیا، خیام بھی جل گئے، نسل بھی ختم گئی، اٹھارہ بھائیوں کی بہن نجانے بے سروسامان بے رِدا محرم کی گیارویں رات جنگل ویران طرف دھواں ہی دھواں، موت کا خوف، خون کا سیلاب، لاشوں کے انبار ایک تنہا زینبؑ بھائی کے یتیم بچے کوئی اس طوفان میں کہاں بکھر گیا کوئی کہاں تلاش کیا ایک خیمہ پھٹا ہوا ملا جس میں بھائی کی نشانی سجادؑ بیمارِ کربلا کو گرم ریت پر سلا دیا اور یتیم بچیوں کو جمع کیا، بچے نہایت سہمے ہوئے تھے۔ زمانے کا دستور ہے کہ دو بچے بھی اکٹھے ہو جائیں تو اتنا بولتے ہیں کہ مائیں پاگل ہو جاتی ہیں کاش کربلا میں وہ وادی جس میں ۸۴ یتیم کمسن بچے جو نہ بولتے تھے نہ روتے تھے اگر کوئی بچہ بولتا تو دوسرا چپ کرا دیتا اور کہتا کہ خاموش ہو جاؤ سکینہ کے دُر اُتارنے والا سکینہ کو طمانچے مارنے والا آرہا ہے تو بچے ڈر کے مارے سہم جاتے۔ بچے سو گئے بیمار بے ہوش ہے ۶۴ مستورات جن میں بی بی زینبؑ اور جناب فضہ بھی شامل ہیں بی بی نے عباسؑ بن کر تلوار کر ٹکڑا اُٹھایا اور پہرہ دینا شروع کیا۔ بابا علیؑ نجف سے ملنے آئے۔ بیٹی کا پہرہ دیکھنے کے لئے مولا علیؑ جب آئے تو زینبؑ نے بابا کے سینے سے لگ کر کہا: ''بابا میں لٹ گئی، بھائی مارے گئے، چادر بھی لٹ گئی'' رات گزر گئی آ گئی وہ گھڑی جب بی بی نے تمام عورتوں کو زیور پہنائے اپنے ہاتھوں میں رسیاں پہن کر کربلا سے جانے کا وقت قریب آ گیا۔ گیارہ محرم کی شام کو قافلہ مقتل امام حسینؑ پہنچا اور بی بی نے بھائی سے وداع کیا، عباس علمدارؑ کی لاش پہ آئی تو عباس علمدارؑ کو وداع کیا قافلہ روانہ ہو گیا۔ ۳۶ شہروں سے لٹا ہوا یہ قافلہ جب حلب پہنچا تو دیرِ رہب سے ہوتا ہوا اسیروں کا قافلہ شام پہنچا۔ جب گیارہ محرم کو جناب زینبؑ کا قافلہ عبد اللہ ابن زیاد لعین کے دربار میں آیا جہاں مختار

ثقفی قید تھے انہیں قید خانہ سے بلا کر ابن زیاد نے کہا تمہیں کون چھڑائے گا تو ثقفی نے کہا میرا مولا حسینؑ مکہ سے آتے ہوں گے۔ کہا یہ طشت میں دیکھو تیرا مولا حسینؑ کا سر ہے، یہ دیکھ کر مختار نے زنجیروں کو منہ پر مارا زنجیریں ٹوٹ گئیں اور خون کا فوارہ جاری ہوا، ہائے زینبؑ اور دربار اور ہائے زینبؑ اور بے ردائی، ہائے زینبؑ اور اسیری۔ کہا: یا مولا حسینؑ مجھ موت نہ آئے جب تک میں آپ کا بدلہ نہ لے لوں۔ بلا آخر یہ دعا قبول ہوگئی۔ ثقفی نے چُن چُن کر قاتلان حسین کو سزا دی اور مہر آل محمد کا لقب پایا۔

داخلہ شام

جب ۲ صفر کو جناب زینبؑ شام کے شہر دمشق کے بازار کے قریب گئیں تو یزید کا حکم ملا کہ تمام مستورات کو اُونٹوں سے اُتار کر پیدل بازار سے گزر کر دربار لایا جائے۔ جب بی بی زینبؑ نے یہ حکم سنا تو فرمایا: سجاد! اُونٹ بٹھا دو میں پیدل چل کر دربار جاؤں گی تو امام سجادؑ نے کہا ایسا نہ ہوگا بازار میں رش ہے میری پھوپھی کو پیدل چلنا نہیں آتا وہ امیرالمومنین علیؑ کی بیٹی ہیں ابھی میں زندہ ہوں وہ پیدل بازار عبور نہیں کریں گی تو سپاہیوں کو حکم ملا کہ اس کو اس بات کی سزا دو اور پھر ظلم تھے کہ امام سجادؑ کی پشت مبارک! ع

کربلا کی کہانی لکھی گئی پشت سجادؑ پر
پتھروں کی بارش تھی اکبر کی بارات پر

بازار و دربار سجایا گیا شام کے وقت چراغاں کیا گیا ڈھول بجانے والے بلائے گئے جب بی بی زینبؑ بازار میں داخل ہوئیں تو شام کی عورتیں چھتوں پر کھڑی

جھولیاں پتھروں سے بھر کر پتھر مار رہی تھیں۔

بے رِدا علیؑ کی بیٹی کا بازار میں معجزہ

ایک یہودی دوڑتا ہوا آیا ایک سپاہی سے پوچھا یہ کون قیدی ہیں؟ میں نے سنا ہے قیدیوں سے دُعا کرائیں تو پوری ہو جاتی ہے۔ وہ بولا یہ مدینے والے قید ہو کر آئے ہیں یہ نیزے پر جو سر قرآن کی تلاوت کر رہا ہے یہ حسینؑ ابن علیؑ کا سر ہے، یہ جو آگے بی بی ہے اس کا نام زینب بنت علیؑ ہے وہ دوڑا اور آواز دی اے ابن سخی کی بیٹی! میری مدد کریں میں بہت مفلس ہوں۔ بی بیؑ نے دیکھا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ کی۔ چھتوں پر جو عورتیں موجود تھیں وہ کہنے لگیں یہ تو خود قیدی ہے تمہاری کیا مدد کرے گی؟ اتنے میں بی بی، کی آواز آئی اے یہودی میرے اُونٹ کے پاؤں میں دیکھو جب جب یہ پاؤں اُٹھائے تم زر اُٹھاتے جاؤ۔ ایسا ہی ہوا اور یہودی نے بی بیؑ کا شکریہ ادا کیا۔ جب بی بی بابِ ابن سعد پر آئیں تو اتنا رش تھا کہ صفوں سے صفیں ملی ہوئی تھیں نجانے علیؑ بادشاہ کی بیٹی کون سی مجبوری کی بنا پر بازار میں ۴۸ گھنٹے کھڑی رہی؟ یزید کا حکم ملا کہ ابھی دیر ہے قیدیوں کو روکے رکھو، جب قافلہ ۴۸ گھنٹے کے بعد دربار میں داخل ہوا زینب تھی یا بازار یا دربار۔ بازار اور زینب کا جوڑ نہیں اسی طرح اکبرؑ اور برچھی کا جوڑ نہیں، ہائے بی بی ہائے بازار ہائے دربار۔ مومنین مولا ہر مومن کو وہ جگہ زندگی میں ایک بار ضرور دکھائے میں گنہگار بھی دیکھ کر آئی ہوں۔ دمشق کا صدر بازار اور بازارِ حمیدہ جس سے زینبؑ گزریں تنگ گلیاں، تنگ موڑ، شرابیوں کی بھیڑ نجانے عباس کی بہن، علیؑ بادشاہ کی بیٹی نے کیسے بازار عبور کیا۔ ۲۴ چوک، ۳۶۰ گلیاں، ۳۶ شہر، ۳۶ بازار عبور کر کے بی بی شام آئیں۔ بے رِدا ہاتھ پس پشت بندھے تھے ہر

موڑ پر کبھی نہ سوال کرنے والی بھائی کے قاتلوں سے فقط ایک سوال کرتی مجھے اللہ کے واسطے ایک چادر دے دو میں بے رِدا ہوں۔

بی بی زینبؑ کا دربار جانا

جب بی بی زینبؑ دربار میں پہنچیں تو ماحول دیکھ کر بیمار امام سجادؑ کا جگر پھٹ گیا۔ جس مقام پر امام سجادؑ کا جگر پھٹا اور آنکھوں سے خون جاری ہوا وہ مقام دربار میں داخل ہوتے ہی دروازے کے سامنے مقام امام زین العابدینؑ بنا ہوا ہے۔ جب بی بی زینبؑ کو دربار میں پیش کیا گیا تو دربار میں یزید اُونچی جگہ اپنا تخت لگائے بیٹھا تھا، سامنے کٹہرہ بنا ہوا ہے جہاں بی بی زینبؑ کھڑی تھیں۔ یزید کے سامنے فہرست پیش ہوئی ایک بار نام حسینؑ آتا تو ۹ بار بی بی زینبؑ کا نام آتا۔ بس علیؑ کی بیٹی مجبور و خاموش دربار میں کھڑی ہے، دربار سجا ہوا تھا فرش قالین بچھے ہوئے تھے باریک ریشمی پردے ہوا میں سرسرا رہے تھے۔ زرق برق لباس میں ملبوس غلام اور کنیزیں ہوشیار اور مستعد کھڑے تھے، سنہری کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ درباری، قبیلوں کے سربراہ، درباری علماء اور دوسرے ملکوں کے سفارتی نمائندے اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے۔ کنیزیں رنگ برنگ کے لباس پہنے شیشے کے جاموں میں شراب لئے کھڑی تھیں ہر درباری کے پاس آتیں شراب پیش کرتیں۔ دربار کے ایک کونے میں دف اور ڈھول بجانے والے بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے کے حصے میں کئی رقاصائیں بال کھول کر جھوم جھوم کر اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ یزید اُونچی جگہ بیٹھا تھا ایک کنیز اس کے دائیں ایک اس کے بائیں جانب شراب کی صراحی تھامے اس کے اشارے کی منتظر تھی یزید جیسے ہی شراب کا جام تخت پر رکھتا کنیز فوراً ہی اس کے جام کو دوبارہ شراب سے بھر

دیتی۔ آج یزید کا اعتماد قابل دید تھا وقت اور شراب نے اس کے زخموں کو عارضی طور پر بھر دیا تھا یزید کی یہ ساری حرکتیں بی بی زینبؑ خاموشی سے دیکھ رہی تھیں۔ امام سجادؑ غیرت کا ولی بیمار امام مجبور تو نہ تھے مگر کیا کرتے اس میں اللہ تعالیٰ کی بقاء اور رضا تھی خاموش تھے۔ جب بی بی زینبؑ کو یزید نے طلب کیا کہا: کہاں ہے زینبؑ بنت علیؑ؟ ذرا سامنے تو لاؤ! دربار میں زلزلہ آ گیا بی بی کا سر اُٹھانا تھا کہ امام سجادؑ کی آنکھوں سے خون جگر جاری ہوا، بی بی زینبؑ سامنے کھڑی ہیں بھائی کا سر طشت میں لا کر یزید نے جب کپڑا ہٹایا اور کہا دیکھو زینب! یہ تمہارا بھائی حسین ہے، میں نے سنا ہے کہ تمہیں اس بھائی سے بہت محبت ہے تو بی بی زینبؑ نے سر اُٹھا کر کہا: خدا لعنت کرے تم پر!

جناب زینبؑ کا دربارِ شام میں خطبہ

''تو ہمیں کیا بے پردہ کرے گا ہم تو اپنی آواز کا بھی پردہ جانتے ہیں''۔

عصمت سے بنا ہے میرے شبیرؑ کا پیکر
تو رِجس سراپا ہے وہ تطہیر کا پیکر

تو نار ہے وہ نور کی تنویر کا پیکر
تخریب تیرا عزم وہ تعمیر کا پیکر

تو جسموں کا حاکم ہے وہ ذہنوں کا ولی ہے
تو معاویہ زادہ وہ حسینؑ ابن علیؑ ہے

اب آ ہی گئی ہوں تو پھر کروں گی یہاں شاہی
دیں گی سب اقوام تیری ذلّت کی گواہی

تاریخ مَلے گی تیرے چہرے پہ سیاہی
تھوکیں گے تیری قبر پر غیرت کے سپاہی

کر دُوں گی قلم مفتی کاذب کے قلم کو
گھر گھر پہ لگا دُوں گی میں غازی کے علم کو

چند اشعار

لمحات میں معجزہ کر جاتا ہے شبیرؑ
مرتا نہیں سینوں میں اُتر جاتا ہے شبیرؑ

سمٹے تو اکائی میں نکھر جاتا ہے شبیرؑ
پھیلے تو ۷۲ میں بکھر جاتا ہے شبیرؑ

تو اسے مارنا چاہتا تھا وہ تجھے مار گیا ناں
تو اسے ہرانا چاہتا تھا خود ہار گیا ناں

اسلام کا سرمایہ و تسکین ہے زینبؑ
ایمان کا سلجھا ہوا آئین ہے زینبؑ

حیدرؑ کے خدوخال کی تزئین ہے زینبؑ
شبیرؑ ہے قرآن تو یٰسین ہے زینبؑ

خطبے کے بعد سارے دربار میں خاموشی چھا گئی۔ مومنین! اُم المصائب کا نام ہی کافی ہے رونے کے لئے۔ دربار یا بازار کا نام سنتے ہی مومن کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ چادر کا ذکر یا بی بی کا نام مشکل سے زبان پر آتا ہے کیونکہ بہت سارا کلیجہ چاہئے اس نام کے لئے!

علیؑ کی بیٹی کجا بازار کجا عباس کی آقازادی

امام حسینؑ کی وہ بہن جن کو گھر میں چلنا نہ آتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بقاء کی خاطر ۱۴۰۰ یا ۱۶۰۰ سو میل کیسے چلیں، نجانے وہ دربار میں کیسے پہنچیں جو باپ کے سامنے آنے سے گھبراتی تھی جو با سے بات کرنے سے شرماتی تھیں۔ نجانے نو لاکھ کے مجمع میں کیسے بولتی رہی، خطبے پڑھتی رہیں۔ اللہ کی مرضی جو چاہے کر سکتا ہے مگر ہائے زینبؑ میں کبھی بھی مجلس پڑھتی ہوں تو بی بیؑ کا نام لینے سے پہلے یہ سوچتی ہوں کہ میں وہ زباں کہاں سے لاؤں جو بی بی کا نام لے سکے۔ جب لکھتی ہوں تو کہتی ہوں وہ قلم کہاں سے لاؤں جو زینبؑ کا نام لکھ سکے یا بی بی زینبؑ کے مصائب لکھ سکے۔

قید اور قید سے رہائی

دربار کے بعد قید خانے میں مسلسل قید، وہ قید خانہ جس کی کوئی چھت نہ تھی بغیر چھت کے قید خانہ۔ اسی قید میں امام حسینؑ کے سینے کا تعویز سکینہ بنتِ حسینؑ قضاء کرگئی۔ ایک سال کے بعد بی بی کو رہائی کا حکم ملا۔ امام سجادؑ نے آکر کہا پھوپھی جان رہائی کی مبارک ہو مگر یزید کی شرط ہے کہ حسینؑ کا خون معاف کردیں! تو بی بیؑ نے کہا: ہرگز نہیں میری کچھ شرائط ہیں: اگر ظالم جان لے تو بہتر ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ کربلا کا لوٹا ہوا مال واپس کردے، دوسری سرِ حسینؑ کا، تیسری شرط یہ ہے کہ ایک کمرہ خالی دے جس میں میں اپنے بھائی کا ماتم کروں گی۔ امامؑ نے جب دربار جا کر پھوپھی کا پیغام یزید کو سنایا تو یزید نے مان لیا۔ کمرہ خالی مل گیا، چادریں بھی مل گئیں، بھائی حسینؑ کا سر بھی مل گیا، مہاری بھی مل گیا۔ جناب زینبؑ نے ۳ دن اس کمرے میں قیام کیا۔ بھائی کی پہلی مجلس پڑھی ماتم کیا۔ شام کے لوگ آکر بی بی کو بھائی کا پرسہ دیتے رہے۔ بی بیؑ نے جب شام چھوڑا تو فاتح شام کے نام سے پکاری جانے لگیں۔ جناب سکینہؑ کی قبر سے وداع کیا، قافلہ روانہ کربلا ہوا، جب بی بی کربلا آئیں تو جابر ابن انصاریؓ نے حکم دیا جو بھی سوار ہے پیدال چل کر محلہ کربلا میں داخل ہو۔ بی بی نے جب سنا تو پوچھا کس کا حکم ہے تو جابر نے کہا میرے آقا عباس علمدارؑ کا حکم ہے۔ بی بی اُونٹ سے اُتریں ساتھ امام سجادؑ خون کے آنسو رونے والے مولا جو ۴۰ سال پھوپھی کے پردے کو روتے رہے۔ بی بی جب بھائی کے محلے میں داخل ہوئیں تو ساری قبروں پر روتی ہوئیں جب بھائی کی قبر پر آئیں تو بی بی نے بھائی کی قبر کو گلے لگایا، اکبرؑ کا پرسہ دیا، سکینہؑ کا پرسہ دیا، قید کے تمام حالات بتائے۔ ۳۰ دن کربلا میں قیام کے بعد

جناب زینبؑ وطن مدینہ روانہ ہو گئیں۔ ۸ ربیع الاوّل کو بی بی مدینہ پہنچیں سب سے پہلے نانا محمدؐ کی قبر پر حاضری دی نانا کو مبارک دی: "نانا مبارک ہو! اللہ تعالیٰ کی توحید اور تیرا دین بچ گیا مگر کچھ نہ بچا تو زینبؑ کا، نانا دیکھو میں اللہ کی بقاء کی خاطر بھائی کی بقاء کے لئے سب کچھ لٹا کر واپس آ گئی ہوں، بھائی کی خاطر پشت اور بازوؤں کے نشان دکھاتی جو آپ کی اُمت نے دیئے، نانا میری نسل بھی ختم ہو گئی مگر تیرے حسینؑ کا سجادؑ بچا کر لے آئی ہوں نانا راضی رہنا اسلام بچ گیا ہے"۔ پھر بی بی ماں زہراءؑ کی قبر پر گئیں ماں کی قبر کو گلے لگا کر خوب گریہ کیا اور کہا: "اماں آپ کی لاڈلی زینبؑ بہت سارے دُکھ لے کر واپس آ گئی ہے، اماں آپ کی بیٹی کے ساتھ بہت ظلم ہوا، اماں میں وعدہ کر کے گئی تھی اماں تیرے حسینؑ کی نسل بچا کر لے آئی ہوں، اماں دیکھ میرا سر بھی زخمی ہے، اماں نانا کا دین اللہ کی توحید تو بچ گئی مگر زینبؑ کا کچھ نہیں بچا۔ پھر بی بی بھائی کے گھر آئیں جناب صغراؑ (علی اکبرؑ کی بہن) کو بابا اور بھائی کا پرسہ دیا۔ مدینے کے لوگ بی بی کے پاس آئے بھائی کا پرسہ دیا ۱۷ دن بی بی زینبؑ نے صغرا کے ہاں قیام کے بعد اپنے گھر واپس آئیں۔ واقعہ کربلا کے بعد اہل مدینہ کو بھائی کی شہادت سے آگاہ کیا۔ ہر وقت رونے، نوحہ و ماتم کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا جس سے حکومت کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا جس کے نتیجے میں واقعہ حرہ عمل میں آیا اور بالآخر آلِ محمدؐ کو مدینہ سے نکال دیا گیا۔ جناب زینبؑ مدینہ میں اکثر مجالس برپا کرتی تھیں اور خود ہی ذاکری فرماتی تھیں۔

اس وقت کے حاکم وقت کو یہ گوارہ نہ تھا کہ واقعہ کربلا کھلم کھلا طور پر بیان کیا جائے چنانچہ عروہ بن سعید اشدق والی مدینہ نے یزید کو خط لکھا کہ مدینہ میں جناب زینبؑ کی موجودگی لوگوں میں ہیجان پیدا کر رہی ہے اور اُنہوں نے اور اُن کے

ساتھیوں نے تجھ سے انتقام کی ٹھان لی ہے۔ یزید کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے والی مدینہ کو لکھ بھیجا کہ زینبؑ کو فوراً مدینہ سے بے دخل کر دو۔ بی بی زینبؑ کا مقصد یہ تھا کہ باقی ساری زندگی مدینہ میں گزرے مگر والی مدینہ نے کہلا بھیجا کہ آپ جہاں مناسب سمجھیں چلی جائیں۔ یہ سننا تھا کہ حضرت زینبؑ کو جلال آ گیا اور فرمایا: ''خدا کی قسم! آج سے کبھی ہم یہاں سے نہ جاتے مگر کیا کریں شاید اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی شامل حال ہو'' یہ کہہ کر بی بی زینبؑ مدینے سے نکل گئیں اور اس کے بعد کبھی مدینہ کی شکل نہ دیکھی۔ حضرت زینبؑ اپنے بھائی کی شہادت کے بعد مدینہ چھوڑنے کے بعد سکون سے نہ رہ سکیں۔ وہ ایک شہر سے دوسرے شہر جاتیں حق و باطل کی وضاحت فرماتیں، یہاں تک کہ آج جب شام پہنچی وہاں قیام کیا۔ آپ کے شوہر حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار کی وہاں جائیداد تھی جو بی بی زینبؑ کا اصلی ورثہ تھا۔ ایک دن بی بی دمشق کے باہر ایک باغ جو کہ اُن کی جاگیر تھی وہاں چلی گئیں کہا فضہ سجادؑ میرے ساتھ آؤ وہاں ایک درخت تھا جس کے ساتھ میرے بھائی کے سر والی سانگ (نیزہ) رکھا تھا مجھے وہاں لے چلو! جب بی بی وہاں آئیں تو اس وقت بی بی کی عمر مبارک ۵۵ سال تھی۔ جب بی بی زینبؑ باغ میں تشریف لائیں تو درخت کو دیکھ کر بے چین ہو گئیں اور بے ساختہ درخت کو گلے لگایا کہ اچانک ایک شقی ازلی باغ کو پانی دے رہا تھا وہ دوڑتا ہوا آیا ہاتھ میں بیلچہ تھا زور سے بی بی زینبؑ کے سر پر دے مارا بی بی زینبؑ زمین پر گر پڑیں انا للہ وانا الیہ راجعون دُکھ ختم ہو گئے آنکھوں نے رونا بند کر دیا۔ اتوار کی رات ۱۴ رجب المرجب ۶۲ ہجری کو بی بی زینبؑ کی شہادت ہوئی۔ امام سجادؑ نے پھوپھی کا کفن تیار کیا کفن بھی ملا تو بی بی کی پھٹی ہوئی چادر کا، امام سجادؑ نے پانی دیا بی بی فضہ نے غسل دیا اور بی بیؑ کو دفن کر دیا گیا۔ بی بی زینبؑ شام میں دفن

ہوئیں آج پوری دُنیا کے مومن، مسلمان، عیسائی الغرض ہر وہ شخص جو مولا حسینؑ کا شیدائی ہے یا عقیدت مند ہے ہر سال زیارت کو آتے ہیں بلکہ ہر روز آتے ہیں۔ جہاں بی بی زینبؑ کا مزار اقدس ہے اُسے زینبیہ بھی کہتے ہیں۔ مجھ گنہگار ناچیز کو بھی یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ خداوند کریم ہم تمام عقیدت مندوں کو شام میں بی بی زینبؑ کی زیارت نصیب فرمائے آمین!

چند اشعار

شام کے بازار کو دیکھا تو دُعا مانگی سب کو بلائے علی کی بیٹی
جو منظر میں نے دیکھے سب کو دکھائے علی کی بیٹی

شام کے شہر دمشق میں کتنی تنہا ہے علی کی بیٹی
ناناؐ کے دین کی خاطر اب بھی باوفا ہے علی کی بیٹی

جس کی بے رِدائی کو عمر بھر روتا ہے ہاشم سجادؑ
غربت سے یوں محسوس ہوتا ہے اب بھی بے رِدا ہے علی کی بیٹی

بغیر پردے کے واجب نہیں زیارت مسافرہٗ شام کی
کتنی باحیاء ہے علیؑ کی بیٹی

چادر کی اہمیت

آؤ حضرت زینبؑ کی لٹی ہوئی رِدا کا پرسہ سب مل کر دیں اور یہ سمجھیں کہ رِدا کیا ہے یا تھی۔ اس کی کیا اہمیت و منزلت ہے جس کے لٹ جانے پر مولا سجادؑ چالیس سال تک خون روتے رہے۔ رسول اکرمؐ قبر اطہر میں روتے رہے، زہراءؑ بقیہ میں روتی رہیں، حسینؑ کربلا معلّیٰ میں روتے رہے اور عباس علمدارؑ کی وفا روتی رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی عظمت بچا گئی رِدائے زینبؑ، خدا کی توحید بچا گئی ردائے زینبؑ، نانا محمدؐ کا دین بچا گئی ردائے زینبؑ تو مومنین ہم ایسے پردے کو کیوں نہ روئیں یا اس کا ماتم کیوں نہ کریں جس چادر نے سب کچھ بچا لیا مگر چادر لٹانے والی کا کچھ نہ بچا۔ کاش کربلا میں سب کچھ لٹ جاتا مگر ردا نہ لٹتی۔ پردے کو رونے والو میں تمام نئی نسل کی بچیوں کو بی بی زینبؑ کی ردا کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ خدا کے لے آپ مجلس سنتی ہیں ماتم کرتی ہیں مگر سر پر رِدا نہیں ہوتی کچھ خیال کریں۔ میں نے کتنے امامبارگاہوں میں دیکھا ہے اور سنا ہے جو بڑے شہروں میں آج کل کی لڑکیاں کالے لباس بغیر بازوؤں کے قمیض پہنے بال کھلے ہوئے ناخن بڑھے ہوئے میک اپ ہوتا ہے موبائل ہاتھ میں ہوتا ہے ساتھ میں مائیں بھی ہوتی ہیں مگر ان ماؤں کو ذرا شرم نہیں آتی کہ وہ کن معتبر ہستیوں کے غم میں شریک ہونے آئیں ہیں اور کن کا ذکر سُن رہی ہیں۔ وہ اپنی بچیوں کو منع نہیں کرتیں کہ امامبارگاہوں میں یا راستہ چلتے ان پر نظر رکھیں۔ یہ ہمارے مذہب اسلام میں منع ہے۔ اگر مائیں خیال نہ رکھیں گی تو کون رکھے گا؟ پردہ کوئی کفن نہیں کہ وہ سر سے پاؤں تک کفن پہن لے بلکہ ضرور ی ہے کہ اپنا جسم اور سر کے بال تو کم از کم ڈھانپ لیں تاکہ کچھ بھرم رہ جائے کہ ہم سیّد ہیں۔

ہم بی بی کی رِدا کو رونے والے ہیں اگر ہم یہ نہ سوچیں گے کہ ہم کون ہیں یا کس مذہب یا کس فقہ و مسلک سے تعلق ہے تو ہم اس بی بی کو کیا منہ دکھائیں گے؟ پردہ تو دُور کی بات ہے آج کل کی لڑکیاں خاص طور پر جب باہر جاتی ہیں یا کسی مجلس میں جاتی ہیں تو پہلے ایسے کپڑوں کا انتخاب کرتیں ہیں جو سب سے نمایاں نظر آئیں، قمیض کے بازو نہیں ہوتے، بال کٹے ہوتے ہیں میک اپ ضروری ہوتا ہے بال کھول کر سنوارے جاتے ہیں تو بتائیں اُس سر پر رِدا کی کیا اہمیت ہے جو بیوٹی پارلر جا کر بال بنواتی ہیں وہ رِدا کیا کریں گی یا وہ پردہ کیا کریں گی؟ الحمد للہ! ہم اپنے امامبارگاہ میں تمام آنے والی بچیوں کو دیکھتے ہیں اور پھر باہر شہروں میں دیکھتے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمارے اِس امامبارگاہ میں تمام بچیاں کم از کم برقعہ نہیں اوڑھتی تو اتنا ضرور کرتی ہیں کہ بڑوں کے خوف سے یا اپنے شوہر کے خوف سے وہ مجلس کا پاس ضرور رکھتی ہیں۔ میرے لئے ان بیٹیوں کے لئے دُعا ہے جو بی بی زینبؑ کی چادر اطہر کی عزاداری بھی کرتی ہیں اور اُن کی ردا کا غم بھی رکھتی ہیں مولا مزید عزت حیاء عطا فرمائے! میں ان ماؤں سے گزارش کرتی ہوں جو کہ خود برقہ اوڑھتی ہیں مگر بیٹی کو برہنہ سر باہر لے جاتی ہیں خدا کے لئے ماؤں کے لئے یہ بہت کڑا امتحان ہے اس پردے، پر اس چادر پر غور کرو! جو ہماری زینب عالیہؑ ہر موڑ ہر چوک، ہر بازار میں بھائی کے قاتلوں سے مانگتی رہیں۔

پردہ فیشن نہیں یہ عورت کا سب سے بڑا زیور ہے اور حیاء ہے۔ میں جب بھی چادر وغیرہ خریدتی ہوں تو یقین کریں دُعا کرتی ہوں کہ مولا مجھے اتنی دولت دے کہ میں چادریں خرید کر مستورات کو بانٹتی رہوں۔ یقین جانیئے چادر اوڑھ کر روح کو جو سکون ملتا ہے اور ایمان تازہ ہوتا ہے وہ قابل بیان نہیں ہے۔ چادر اوڑھنا کچھ مشکل نہیں ہے

نہایت آسان ہے اس لئے اپنی بچیوں کو چادر اوڑھنا سکھائیں! ورنہ آخرت میں بہت دردناک عذاب تیار ہے۔ بی بیؑ روز محشر آپ سے چادر کا سوال کریں گی۔ جب ہم قیامت کے دن اُن کی عدالت میں جائیں گے تو ہم یہ کہیں گے کہ ہم تو بی بی کی رِدا کا ماتم کرنے والے ہیں تو بی بی زینبؑ پوچھیں گی کہ اگر تم میری رِدا کا ماتم کرنے والی ہو تو تم برہنہ سر کیوں ہو؟ کیونکہ جب ہم دُنیا میں پردہ نہیں کرتے تو بروز قیامت بھی ہم بے پردہ ہی جائیں گے۔ اگر بی بی نے ہمیں برہنہ سر دیکھ کر کہا تم تو بے پردہ عورت ہو تو ہم کیا جواب دیں گے؟ نہ اللہ تعالیٰ راضی ہوگا نہ معصومین علیہم السلام راضی ہوں گے نہ بی بی زینبؑ راضی تو پھر کیا فائدہ ایسی عزاداری کا؟ سچے اور باعمل عزادار بنو اور پردے کی پابندی کرو تاکہ ذلت سے بچ جاؤ ورنہ عذاب ہی عذاب ہے۔ میں تو خود گنہگار ہوں حضرت زینبؑ کا نام لینا بھی عبادت سمجھتی ہوں مگر نجانے کیوں ڈر لگتا ہے اگر کسی کو میری باتیں بری لگیں تو معاف کردینا۔ بی بی زینبؑ کے شہر میں میں نے جو سنا تھا، جو دیکھ کر آئی بیان کردیا۔ اگر آپ کو میری کوئی بات ناگوار گزرے تو معاف کردینا۔ زندگی گزر رہی ہے اس کو اس دُنیا کی دلدل سے نکال کر کچھ حاصل کرو وقت بہت کم ہے مولاؑ سب کو اپنی امان میں رکھے، تمام بیٹیوں کے نصیب بلند فرمائے، تمام جوانوں کی زندگیاں ہوں مگر ذرا چادر کے اس لفظ پر غور کیجئے کیونکہ ابھی تو ہمارے وارث امام زمانہؑ نے آنا ہے حساب لینا ہے۔ دُعا کریں کہ وہ جلد تشریف لائیں اُن کا ظہور جلد از جلد ہو اور ہم اس قابل ہوجائیں کہ ہم اپنے آقا کا سامنا کرسکیں اور اُن کے ساتھیوں میں شمار ہوسکیں۔ آمین

مولا حسینؑ کی نظر کرم
ہاشم عباس ہاشم

بھائی اور بہن کی محبت

مولا حسینؑ کو اپنی بہن حضرت زینبؑ سے بے مثال محبت تھی جس محبت کی دُنیا مثال دیتی ہے۔ مولا حسینؑ جب تک بی بی زینبؑ کو دیکھ نہ لیں تو مولا حسینؑ کو چین نہ ملتا تھا، مولا بے چین رہتے تھے جب بہن کو دیکھ لیتے تو الحمد للہ کہتے کہ خدا تیرا شکر ہے بہن کو دیکھ لیا، اگر بہن کوئی بات کرتیں تو فوراً مان لیتے، کبھی بہن کی دل آزاری نہ کرتے۔ اگر زینبؑ ایک دن بھائی کے گھر نہ آتیں تو مولا حسینؑ رباب سے پوچھتے آج بہن زینبؑ نہیں آئیں کیا بات ہے؟ پوری تسلی کرتے پھر بہن کے گھر جا کر حال پوچھتے کہ آج کیوں نہیں آئیں؟ دُنیا میں آج تک کوئی بھائی ایسا نہ تھا نہ ہے نہ ہوگا۔ بہن نے علی اکبرؑ مانگا بھائی نے دے دیا مگر اکبر کے بدلے امام سجادؑ دیا۔ بہن کا دل رنجیدہ نہ کیا، اپنی بہن کا ہر طرح خیال رکھتے مگر بہن خدا کی ایسی نعمت تھی جو آج تک نہ کسی کو ملی اور نہ ملے گی۔ وہ بہن زینبؑ جس نے بھائی سے ایک اکبرؑ مانگا بھائی نے اکبرؑ واپس لیا مگر سجادؑ دیا۔ بہن نے ایک اکبرؑ کے بدلے اپنی محبت کی خاطر چار بیٹے دیئے، گھر چھوڑا پردیس آئی بھائی کا ساتھ نہ چھوڑا، بھائی کی خاطر چادر دی ہاتھوں میں کڑیاں سر برہنہ ۱۶۰۰ میل کا سفر کیا۔ جب بھائی مارا گیا مقتل میں آئیں ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے مگر بھائی حسینؑ کی لاش سے کہنیوں سے پتھر ہٹاتی رہی، بھائی کی خاطر تازیانے کھائے مگر بھائی کا نام نہ مٹنے دیا۔ بھائی کی نسل بچا کر وطن واپس آئیں اپنا کچھ نہ بچا۔ صرف بھائی کی محبت تھی کہ اتنی قربانیاں دیں۔ بھائی کی زندگی بچانے کے لئے قاتل سے التجاء کرتی رہی۔ افسوس! بھائی بھی نہ بچا رُل گئی بھائی کو چاہنے والی بہن۔ کاش یہ کربلا نہ ہوتا نہ بھائی جدا ہوتا نہ شام ہوتی نہ زینبؑ

شام جاتیں۔ بہن بھائیوں کے ہجر میں رُل کر مر گئی۔ ایک زینب عالیہؑ دوسری فاطمہ صغراؑ علی اکبرؑ کی بہن جو بھائی کی راہ تکتے تکتے ضعیف ہو گئی (جن کو جدائی کی ملکہ کہتے ہیں)۔ جس کے بھائی نے وعدہ کیا ساتویں محرم کو آ کر لے جائے گا مگر نہ آیا۔ علی اکبرؑ کو برچھی لگی صغراء کی آس ٹوٹ گئی ہجر کے مارے روتے روتے زندگی گزار گئی مگر بھائی نہ ملا۔ تیسری وہ بہن جو ۱۴۰۰ میل کا سفر کر کے ایران کے شہر قم پہنچی۔ بھائی کی خاطر جب قم آئی امام رضاؑ کی شہادت ہو گئی لوگوں سے سنا کہ امام رضاؑ شہید ہو گئے ہیں تو بی بی فاطمہؑ نے زندگی کو خیر باد کیا۔ بھائی نہ ملا جدائی نہ کاٹ سکی اتنا لمبا سفر طے کیا مگر بھائی کی خاطر۔

افسوس! آج کل کے بھائی جنہیں بہنوں کی رِدا کی ذرا پرواہ نہیں۔ آج کل کے بھائی بس کہتے ہیں بہنیں اگر بھائی سے محبت کرتی ہیں تو اس میں ان کا مفاد شامل ہے یا بہن کو کوئی لالچ ہے یا برابری کا رشتہ ہے۔ اگر بہن بھائی کے گھر نہ جائے تو بھائی بھی نہیں آتے کہتے ہیں وہ کب آتی ہے یا بہن مغرور ہے یا بہن خود غرض ہے، لالچی ہے، نجانے بہن کو کن کن ناموں سے نوازا جاتا ہے۔ بہن کتنی بے چین ہوتی ہے بھائی کو دیکھنے کے لئے کتنی دُعائیں مانگی ہے بھائی کی کامیابی کے لئے۔ بہن کا اگر بس چلے تو ساری کائنات بھائی کی خاطر قربان کر دے۔ بہن کو بھائی کسی نام سے بھی پکار لے مگر بہن کسی بات کی پرواہ نہیں کرتی نہ بھائی کی دولت سے غرض ہوتی ہے نہ بھائی کی شہرت سے صرف اور صرف بہن بھائی کو دیکھنے کے لئے بے تاب رہتی ہے۔

آج کل کے اس بے ضمیر دور میں بہن کتنی مجبور ہے یہ کبھی بھائی نے سوچا ہی نہیں کہ بہن کتنی بے بس ہوتی ہے کیونکہ وہ خودمختار نہیں ہوتی۔ وہ کسی کے بس میں ہوتی ہے نہ اس کا کہیں آنے جانے پر اختیار ہوتا ہے نہ وہ شکوہ کر سکتی ہے۔ بھائی تو

خودمختار ہوتے ہیں انہیں کوئی مجبوری نہیں ہوتی۔ بھائیوں نے کبھی بہن سے یہ نہ پوچھا زندگی کیسے گزر رہی ہے آج کل کے بے حس بھائی سے بہن اگر شکوہ کرے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں یہ ہماری بہن نہیں، یہ نہیں سوچتے کہ کل اسی بہن کی دُعاؤں سے ہماری کامیابیاں ہوئیں آج وہ بہن کو کیوں بھول گئے؟ کیا بہن کے مقدر میں سسرال، شوہر بچوں کا حکم ہی چل سکتا ہے، ان رشتوں کو پالتے پالتے بہن ضعیف ہو جاتی ہے پھر بھائی کو دیکھنے کے لئے ترس جاتی ہے بھائی کی بے رحمی، بے رُخی اسے جیتے جاگتے مار دیتی ہے۔ بہن کے حصے میں تو بہت دُکھ ہوتے ہیں، بہن بھائیوں سے یہ کبھی نہیں کہتی میں بھوکی ہوں یا میں تنگدست ہوں کیونکہ بھائی کے دل کو چوٹ نہ لگے مگر بھائی ہے کہ جس میں صبر نہیں۔ اس کو چاہنے والی بہن اس کی راہ تکتے تکتے آنکھیں بند ہو جائیں گی، مر جائے گی۔ بہن کا دل بہت نازک ہوتا ہے اگر بہن ناراض ہو جائے تو خدا بھی ناراض ہو جاتا ہے مگر بہن پھر بھی ہر وقت بھائی کی زندگی و صحت کے لئے دُعا گو رہتی ہے: خدا ہزار خوشیاں دے میرے بھائی کو، خدا لمبی زندگی دے میرے بھائی کو۔ بھائی تو بہنوں کے دل کا سکون ہوتے ہیں، خدا کسی بہن کو بھائی کا دُکھ نہ دے اور نہ کسی بھائی کو بہن کی جدائی کا غم دے۔ آمین

نہ حسینؑ جیسا بھائی کسی کا نہ زینبؑ جیسی کسی بھائی کی بہن۔ نہ وہ بھائی ہیں نہ وہ بہن۔ اگرچہ آج کل کے بھائی اگر صرف بہنوں کو جینے کا حوصلہ دے دیں تو بہن کے لئے کافی ہے۔ خدا ہر بہن کے بھائی کو سلامت رکھے ہر بہن کے بھائی کو زندگی، خوشیاں اور صحت دے۔ آمین

تمام مومنین و مومنات سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ بی بی زینبؑ کے بھائی

کے صدقے میں دُعا کریں کہ مولا میرے بھائیوں کو زندگی، خوشیاں اور صحت دے آمین۔ جس شہر میں رہتے ہیں بھائی اس شہر کی خیر ہو، اس محلے کی خیر ہو اس ضلع کی خیر ہو اس زمین کی خیر۔ الٰہی تمام بہنوں کے بھائیوں کو سلامت رکھے آمین۔

گداگرِ درِ بتولؑ
ہاشم عباس ہاشم

دُعا

الٰہی تمام مومنین و مومنات کو سلامت رکھے! میری تمام ماتمی سنگت کو صحت و زندگی دے، تمام پریشانیوں سے مولا دُور رکھے، ہر آنے والا سال مولا حسینؑ کے نام سے ہو، ہر غم مولا کا ہو، ہر خوشی مولا حسینؑ کی ہو، دُنیا کا کوئی غم دکھائے، پاک پروردگار ہر مسلمان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین۔

پردہ واجب ہے

جب کبھی غیرت انساں کا سوال آتا ہے
بنت زہراءؑ تیرے پردے کا خیال آتا ہے

کاش علیؑ بادشاہ کی بیٹی کی ردا نہ لٹتی نہ بتولؑ زادی خاکِ کربلا کا پردہ بناتی نہ حسینؑ کا بیمار بیٹا ۴۰ سال اِس رِدا کو خون روتا۔ اگر پردہ عورت پر اسلام میں واجب نہ ہوتا تو بیمار مولاؑ کبھی خون نہ روتے کبھی نہ سوال کرنے والی رسولؐ کی نواسی بھائی کے قاتلوں سے رِدا مانگتی۔ ہر بازار میں مرنے کی دُعا نہ کرتی۔ ۳۶ شہر ۲۷ بازار ۳۶۴ گلیوں میں بھائی کے قاتل سے یہی سوال کرتی رہی مجھے ایک چادر دے دو۔ افسوس! آج کے مسلمان ایک طرف ڈنڈے کے زور سے اسلام پھیلا رہے ہیں، مسجدوں میں، مدرسوں، درسگاہوں میں اسلام کے نام پر دہشت گردی عام ہو رہی ہے لوگ مر رہے ہیں اُدھر مسلمان علماء کہتے ہیں کہ اسلام پھیلا ہی ابھی ہے۔ اسلام آباد کے ایک مدرسے جس کا نام ''جامعہ حفصہ'' اور لال مسجد میں اسلام پھیلانے والے لوگ سادہ لوح لوگوں کو اسلام کا نام دے کر بے وقوف بنا رہے ہیں اسلام بھی ایسا کہ جنہوں نے اسلام بچایا، اسلام پر گھر بار قربان کر دیا، جوان بیٹے قربان کیئے، جوان بھائی قربان کیئے جو آل رسولؐ ہیں رسولؐ کے نواسے ہیں اُن کا فرمان ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ جس نواسی رسولؐ نے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر ڈالا اپنی چادر لٹا دی، اپنی نسل قربان کر دی سب کچھ اسلام پر فدا کر دیا اسی رسولؐ کے نواسے کے ماتم کو روکتے ہیں، مجالس عزاء اور جلوسوں پر پابندیاں لگاتے ہیں اور اہل تشیع کے گھروں کو جلا دیتے ہیں اور اسلام کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، ہاتھ میں تسبیح بھی رکھتے ہیں۔ ماتھے پر کالک سجا لینے سے انسان مسلمان

تو نہیں بن جاتا۔ بے شک مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور رسول اکرمؐ کے فرمان کا بھی مکمل ایمان کے ساتھ احترام کرتے ہیں اور مانتے ہیں مگر افسوس ان مسلمانوں پر جن کی عورتیں کالے برقعے پہن کر ہاتھوں پر کالے دستانے پہن کر پاؤں میں جرابیں پہن کر ہاتھوں میں ڈنڈے اُٹھا کر سڑکوں پر آ کر لوگوں کو تنگ کرنا، غنڈہ گردی کرنا دُکانوں میں گھس کر کسی مسلمان کے کاروبار کو نقصان دیں۔ عورت کو تو اسلام میں اجازت نہیں ہے۔ اِدھر اسلام کا نام لے کر کہہ رہے ہیں کہ ہم اسلام کے نام پر قربانیاں دے رہے ہیں، کیسی قربانیاں؟ لال مسجد و جامعہ حفصہ اسلام آباد میں جتنے لوگ مر گئے کیا وہ شہید ہوئے؟ ہرگز نہیں! یہ اسلام نہیں منافقت ہے۔ اسلام کو بچانے والوں نے جو قربانیاں دی ہیں اگر آج کے یہ مسلمان اس پر عمل کریں تو شاید کبھی کوئی اس طرح نہ مرے گا۔ کالا برقعہ پہن کر تو مولوی جان بچا لیتے ہیں مگر اسلام نہیں بچتا۔ اسلام بچانے والوں کی بیٹیوں نے ہاتھ رسیوں سے باندھوائے سر برہنہ پیدل چلاتے رہے مگر اُنہوں نے اُف تک نہ کی۔ کیا ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے تھے؟ ہرگز نہیں!

میری گذارش ہے آج کے مسلمان مولویوں سے کہ کوشش کریں کہ آپ کی آخرت ٹھیک ہو جائے اور عورتوں کو برقعے پہنا کر ہاتھوں میں ڈنڈے دے کر سڑکوں پر مت کھڑ کریں۔ فرض کریں آپ اپنے عورتوں کو پردہ کرواتے ہیں مگر یہ اسلام میں فرض ہے مگر کیا مرد پر پردہ واجب ہو گیا ہے کہ لال مسجد کے مولانا صاحب برقعہ پہن کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ گئے مگر اپنا اسلام نہ بچا سکے۔ پردہ کہاں سے آیا ہے، کس نے پردہ واجب کیا، کون پردہ کرتا تھا، پردے کی کیا اہمیت ہے؟ پہلے آپ یہ معلوم کریں پھر اسلام کی بات کریں۔ پردہ عورت پر واجب ہے مرد پر نہیں۔ پردے کی توہین مت کریں۔